رمضان، فضائل و مسائل

جمع و ترتیب

أبو خالد - جاوید أحمد عبد الحق سعیدی

مراجعة ونظر ثانی

محمد سلیم ساجد مدنی

منصور أحمد مدنی

Urdu

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بسلطانة

تحت إشراف وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد

هاتف: ٤٢٤٠٠٧٧ ناسوخ: ٤٢٥١٠٠٥ ص ب ٩٢٦٧٥ الرياض ١١٦٦٣ بريد الكتروني E-mail : Sultanah22@hotmail.com

THE COOPERATIVE OFFICE FOR CALL & FOREIGNERS GUIDANCE AT SULTANAH

Tel:4240077 Fax:4251005 P.O.Box:92675 Riyadh:11663 K.S.A. E-mail: sultanah22@hotmail.com

ح المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد بسلطانة ، ١٤٣٢ هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

سعيدي ، جاويد أحمد عبدالحق

رمضان : فضائل ومسائل / جاويد أحمد عبدالحق
سعيدي - الرياض ، ١٤٣٢ هـ
١١٤ ص ؛ ١٢ x ١٧ سم
ردمك : ١-٢٠-٨٧١-٩٩٦٠-٩٧٨
(النص باللغة الأوردية)
١- الصوم ٢- شهر رمضان أ- العنوان
ديوي ٢٥٢,٣ ١٤٣٢/٧٥٥٠

رقم الايداع: ١٤٣٢/٧٥٥٠
ردمك: ١-٢٠-٨٧١-٩٩٦٠-٩٧٨

عرض مرتب
کتاب کی تیاری میں

==========

اَلْــحَــمْــدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَأَشْهَدُ أَن لَّا اِلٰهِ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدَهُ وَرَسُوْلَهُ صَلَوَاتُ اللّٰهِ و سلامه عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ اَجْمَعِيْنَ وَمَنْ تَبِعَهُ بِاِحْسَانٍ اِلَى يَوْمِ الدِّيْنَ، أَمَّا بَعْدُ!

زیرِ نظر کتاب روزہ کے احکام ومسائل، آداب وخصوصیات، نمازِ تراویح کے فضائل واحکام اوراسی طرح دیگران موضوعات پر مشتمل ہے جن کی جانکاری ایک روزہ دار کے لئے بے حد مناسب ہے نیز اس کتاب کے اندر سیرت نبوی ﷺ سے متعلق کچھ موضوعات پر بھی خامہ فرسائی کی گئی ہے ساتھ ہی کچھ دیگر ضروری فوائد کا بھی تذکرہ کیا

گیا ہے.

اس کتاب کو نہایت ہی اختصار کے ساتھ آسان اور سلیس اسلوب میں مرتب کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور اس میں بیان کردہ مسائل قرآن مجید، نبی کریم ﷺ کی احادیث اور محققین علماء کے اقوال سے ماخوذ ہیں ' پر یہ اس سلسلے کی کوئی نئی اور پہلی کاوش نہیں ہے، بلکہ اس سے قبل اس موضوع پر کئی ایک ضخیم و غیر ضخیم کتابیں منظر عام پر آ کر خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں .البتہ زیر نظر کتاب کی ترتیب عام فائدہ کی خاطر دی گئی ہے اور دوران ترتیب درج ذیل کتابوں سے کافی مدد لی گئی ہے؛

دفتر دعوت وارشاد (الخبر) کی شائع کردہ کتاب (ماہ رمضان کے یومیہ دروس) شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ کی کتاب (رمضان کی مجلسیں)، شیخ عبداللہ بن جاراللہ رحمہ اللہ کی کتاب (روزہ کے مسائل) مکتبہ دارالوطن ریاض سے شائع شدہ کتاب (التیسیر المقبول فی سیرۃ الرسول) اور دفتر دعوت وارشاد روضہ کی شائع کردہ کتاب (یومیہ رمضانی دروس) سے کافی مدد لی گئی ہے خصوصاً آخر

الذکر کتاب اور (روزہ کے مسائل) سے بھرپور فائدہ اٹھایا گیا ہے بلکہ اکثر موضوعات من وعن اسی شکل وکیفیت میں نقل کردیئے گئے ہیں جس طرح ان دونوں کتابوں میں پائے جاتے ہیں ، یعنی پھر یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ان مذکورہ کتابوں کے کچھ موضوعات بغیر کسی ترمیم وتبدیلی کے اس کتاب میں جمع کردیئے گئے ہیں ، البتہ جمع و ترتیب کے دوران کچھ ایسے امور مدنظر رکھے گئے جنہیں آپ کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے :

(۱) آغاز کتاب میں روزہ کے فضائل واحکام سے متعلق کچھ بنیادی امور کی وضاحت کی گئی ہے .

(۲) توحید کے متعلق بعض موضوعات کا اضافہ کیا گیا ہے.

(۳) موضوعات کو بہترین قالب میں ڈھالنے کی کوشش کی گئی ہے.

(۴) بعض موضوعات کے بعض گوشوں کو حذف کرکے سیرت کے متعلق بعض موضوعات پر روشنی ڈالی گئی ہے.

(۵) نصوص حدیث کو کتاب کی طوالت کے پیش نظر بیان نہیں کیا

گیا ہے صرف ان کے ترجمہ پر اکتفا کیا گیا ہے، البتہ احادیث کے حوالوں کو مختصر طور پر ضرور ذکر کر دیا گیا ہے .

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب سے اس کے مرتب کو اور اس کے ہر شریک کار کو فائدہ پہنچائے اور اس کوشش کو خالص اپنی رضا کے حصول کا ذریعہ اور جنت نعیم سے کامرانی کا باعث بنائے (آمین).

ماہ رمضان المبارک، خصوصیات اور روزہ کے چند فضائل

= =

رمضان بھلائیوں ، برکتوں اور اللہ کی رحمتوں سے فیضیاب ہونے کا مہینہ ہے، عبادت الٰہی کو انجام دینے اور تقرب الی اللہ کا موسم ہے، یہ وہ عظیم مہینہ ہے سلف صالحین جس کی آمد کے منتظر اور خواہشمند رہا کرتے تھے اس کی آمد کی دعا سلف صالحین اور بزرگان پہلے ہی سے کیا کرتے تھے اور اس کے آتے ہی اللہ کی عبادتوں میں اپنے آپ کو مشغول کرلیا کرتے تھے .اسی ماہ مبارک میں اللہ تعالی نے قرآن مقدس کو نازل فرمایا اللہ تعالی نے فرمایا: (انــــا أنــزلناه فی لیلة القدر)(سورۃ القدر: آیت:۱) اور اللہ تعالی نے فرمایا: (شھر رمضان الذی انزل فیه القرآن)(سورۃ البقرۃ: آیت :۱۸۵) یہی وہ مہینہ ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام ہمارے نبی محمد ﷺ کو ہر سال اسی مہینہ میں قرآن کا دور کرایا کرتے تھے یہی وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں ارکان اسلام کے

ایک اہم رکن (روزہ) کی ادائیگی ہوتی ہے اور جس مذہب اسلام نے ایک فریضہ قرار دیا ہے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے روزہ ار کے منہ کی بو اللہ تعالی کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے، روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی اسے افطار کے وقت حاصل ہو جاتی ہے اور دوسری خوشی اسے اس دن ملے گی جس دن وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا (بخار ی و مسلم).

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِذَا جَاءَ رَمَضَانَ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ وَصَفِدَتِ الشَّيَاطِيْنَ)) "جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور سرکش شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں" (مسلم).

ماہ رمضان کی کچھ خصوصیات

==============

۱- ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے روزہ رکھنا اور یہ اسلام کا چوتھا رکن بھی ہے.

۲- ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے نماز تراویح اور آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا.

۳- رمضان کے مہینہ میں قرآن مجید نازل ہوا جو لوگوں کے لئے باعث ہدایت ہے اور اس میں حق کو باطل سے جدا کرنے کی روشن دلیلیں ہیں.

۴- اس ماہ کے اندر لیلۃ القدر ہے جو ہزار مہینوں یعنی تراسی برس اور چار ماہ سے بہتر ہے.

۵- اس ماہ کے اندر اسلام کا عظیم معرکہ غزوہ بدر پیش آیا جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل کے بیچ فیصلہ فرمایا چنانچہ اسلام اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور شرک اور مشرکین ذلیل و پسپا ہوئے.

٦- اسی ماہ کے اندر مکہ مکرمہ فتح ہوا اور اللہ نے اپنے رسول ﷺ کی مدد فرمائی چنانچہ اس کے بعد لوگ جوق در جوق اسلام میں اندر داخل ہونے لگے.

٧- اسی ماہ کے اندر جنت کے اور اللہ کی رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں.

٨- رمضان کے مہینہ میں اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں.

٩- رمضان کی آخری رات کو تمام روزہ داروں کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں.

!ا) امت محمدیہ ﷺ کے اوپر اس ماہ کے روزے فرض کیئے گئے ہیں اور یہ اللہ تعالی کی طرف سے فرض کیا ہوا ایک فریضہ ہے جان بوجھ کر اس کا انکار کرنے والا کفر کا مرتکب قرار پاتا ہے

روزہ کے کچھ فوائد کا بیان

=============

(۱) روزہ سے انسان کے اندر تقویٰ اور پرہیزگاری کی عادت پڑتی ہے۔

(۲) روزہ خیر اور بھلائیوں کا پیغام دیتا ہے۔

(۳) روزہ سے برائیوں اور نفسانی خواہشات پر ضرب لگتی ہے۔

(۴) روزہ سے ایک روزہ دار کو اللہ تعالی کی نعمتوں کا احساس ہوتا ہے اور وہ یہ جان پاتا ہے کہ اس عارضی اور فانی دنیا میں کتنے ایسے لوگ ہیں جو نان شبینہ کے محتاج ہیں اور ان کے پینے کے لئے ایک گھونٹ پانی بھی میسر نہیں ہے۔

(۵) روزہ باہمی اتحاد و یکجہتی کے قیام کا ایک سبب ہے۔

(٦) روزہ روزہ دار کو غریبوں و ناداروں اور یتیموں و بیواؤں کے ساتھ حسن سلوک کرنے پر برانگیختہ کرتا ہے۔

(۷) روزہ روزہ دار کے اندر اطاعت الٰہی اور اور عبادت

ربانی کی اسپرٹ پیدا کرتا ہے.

(۸) روزہ کا ثواب اللہ تعالیٰ خود ہی روزہ داروں کو عنایت کرے گا.

(۹) روزہ روزہ دار کے لئے قیامت کے دن سفارش کرے گا.

(۱۰) جنت میں داخل ہونے کے لئے روزہ داروں کے لئے ریان نامی ایک مخصوص دروازہ ہے، جس سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے.

(۱۱) روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے.

(۱۲) روزہ دار اپنے رب سے ملاقات کرتے وقت شاداں و فرحاں اور ہشاش بشاش ہوں گے.

روزہ توڑنے والی چیزوں اور قضا وکفارہ کا بیان

==========================

ماہ رمضان کا روزہ اسلام کا چوتھا رکن ہے ،اور کچھ روایت کے مطابق پانچواں رکن ہے ،اور یہ طاقت رکھنے والے ہر عاقل وبالغ مرد وعورت مسلمان کے اوپر فرض ہے. اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ "اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو". (البقرہ:۱۸۳).

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں کے اوپر استوار کی گئی ہے: شہادتین کی گواہی دینا، نماز کا قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، خانہ کعبہ کا حج کرنا اور ماہ رمضان کے روزے رکھنا (بخاری ومسلم).

روزہ کو عربی زبان میں "الصوم" کہا جاتا ہے جس کا لغوی معنی "اِمساک" یعنی رک جانے کے ہیں اور شرعی اصطلاح میں روزہ کا مطلب ہے: فجر صادق کے طلوع ہونے سے لے کر غروب آفتاب

تک کھانے پینے ، جماع اور دیگر روزہ توڑنے والی چیزوں سے رکے رہنا.اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا: ﴿فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوْا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ﴾" اب تمہیں ان سے مباشرت کی اور اللہ تعالیٰ کی لکھی ہوئی چیز کو تلاش کرنے کی اجازت ہے یہاں تک کہ صبح کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگہ سے ظاہر ہوجائے پھر رات تک روزے پورا کرو" (البقرہ:١٨٧).

مذکورہ آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے روزہ توڑنے والی ان چیزوں کو بیان کیا ہے جو بنیادی ہیں،اورروزہ توڑنے والی چیزوں کو نبی کریم ﷺ نے بھی احادیث کے اندر بیان فرمایا ہے ،اب یہاں کچھ ان چیزوں کا جائزہ لیا جارہا ہے جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے:

١- جماع یعنی بیوی کے ساتھ ہم بستری کرنا: رمضان کے مہینہ میں دن میں بحالت روزہ جماع کرنے سے قضاء ور کفارہ مغلظہ دونوں واجب ہوجاتے ہیں، قضا کا مطلب ہے کہ اس دن کے

بدلہ روزہ رکھا جائے اور کفارہ مغلظہ کا مطلب ہے کہ ایک مومن غلام کو آزاد کیا جائے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو مسلسل دو مہینوں کا روزہ رکھا جائے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے.

۲- مشت زنی کرنا ہاں مگر بدخوابی اور مجرد سوچ و فکر سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے.

۳- کھانا پینا: کھانے پینے سے مراد یہ ہے کہ کسی قسم کی غذا یا مشروب منہ، ناک یا کسی اور طریقہ سے پیٹ تک پہنچائی جائے.

(۴) ایسے مغذی انجکشن لگوانا جو کھانا اور پانی کی ضرورتوں کو پورا کرتے ہوں.

(۵) پچھنا لگوانا؛ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے حاجم یعنی پچھنا لگانے والا اور محجوم یعنی پچھنا لگوانے والا دونوں کا روزہ ٹوٹ گیا.

(۶) جان بوجھ کر قے کرنا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جسے قے آگئی اس پر قضا نہیں ہے ، اور جس نے جان بوجھ کر قے کیا اس پر قضا ہے. (ابوداؤد ، ابن ماجہ، ترمذی اور امام ترمذیؒ نے کہا ہے کہ

یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے).

(۷) حیض اور نفاس کا خون آنا: بحالت روزہ عورت کو اگر حیض یا نفاس کا خون آجائے تو اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے.

(۸) اسلام سے مرتد ہوجانا: اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو ارتداد سے محفوظ رکھے (آمین).

نوٹ:

۱- جب واجبی روزے ہوں مثلاً رمضان کے روزے یا کفارہ کے روزے ، تو روزہ دار کے لئے ایسے روزوں کو توڑنا جائز نہیں، ہاں مگر یہ کہ وہ بیمار ہو یا سفر کی حالت میں تو روزہ توڑنا جائز تو ہے لیکن اگر نہ توڑے تو افضل ہے.

(۲) روزہ توڑنے والے پر قضا واجب ہے مگر جو اپنا روزہ جماع کے ذریعہ توڑے اس پر قضا اور کفارہ دونوں واجب ہے.

ان چیزوں کا بیان جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے

= =

جن چیزوں سے روزہ پر فرق نہیں پڑتا ہے یعنی کہ جن کے ارتکاب سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے ، وہ کچھ اس طرح ہیں:

(۱) اگر حیض اور نفاس کے علاوہ دیگر روزہ توڑنے والی چیزوں کا ارتکاب روزہ دار سے لاعلمی کی حالت میں ہو جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا خواہ اس نے ایسا ناواقفیت کی وجہ سے کیا ہو یا وقت کا پتہ نہ چل پانے کی وجہ سے ایسا کیا ہو ، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا﴾ "اے ہمارے رب! اگر ہم بھول گئے ہوں یا خطا کی ہو تو ہمیں نہ پکڑنا" (البقرہ: ۲۸۶). (واضح رہے کہ یہ رائے کچھ علماء کی ہے جب کہ مسئلہ میں اختلاف پایا جاتا ہے)

(۲) اگر روزہ دار نے بھول کر کھا پی لیا، یا دیگر روزہ توڑنے والی چیزوں کا صدور اس سے بھول کر ہو جائے تو ایسی صورت میں اس

کا روزہ صحیح ہے اور اس پر کوئی قضا نہیں. اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جس روزہ دار نے بھول کر کھا پی لیا وہ اپنا روزہ پورا کرے ، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کھلایا پلایا (بخاری ومسلم).

(۳) اگر کسی روزہ دار کو روزہ توڑنے والی چیزوں کے استعمال کرنے پر مجبور کیا جائے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا. آپ ﷺ نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت سے غلطی ، بھول چوک اور جن چیزوں کے کرنے پر ان کو مجبور کیا جائے ان کے گناہ درگزر کر دیا ہے" (ابن ماجہ، بیہقی).

(۴) سرمہ لگانے اور کان میں یا زخم کے اندر دوا ڈالنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا ہے اگر چہ اس کا ذائقہ حلق میں محسوس ہو اس لئے کہ ان چیزوں کا شمار کھانے پینے کی چیزوں میں نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی یہ چیزیں کھانے پینے کے مقصد کو پورا کرتی ہیں.

(۵) بقدر ضرورت اور بوقت ضرورت کھانے کا مزہ چکھنے (بشرطیکہ چکھنے والا اسے نہ نگلے) یا خوشبو سینٹ وغیرہ سونگھنے سے یا کلی کرنے یا تھوک گھونٹنے یا ناک میں پانی ڈالنے سے روزہ نہیں

ٹوٹتا ہے البتہ کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالتے وقت احتیاط سے کام لیا جائے کہ کہیں پانی اندر تک نہ چلا جائے. نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اچھی طرح وضو کرو انگلیوں کے درمیان خلال کرو اور ناک میں زیادہ پانی ڈالو مگر روزہ کی حالت میں ایسا نہ کرو''. (ابوداؤد، نسائی).

(٦) مسواک کرنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا ہے بلکہ مسواک کرنا سنت ہے. حضرت عامر بن ربیعہ نبی کریم ﷺ کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو متعدد مرتبہ روزہ کی حالت میں مسواک کرتے ہوئے دیکھا''. (ابوداؤد، ترمذی).

(٧) گرمی یا پیاس کی شدت کو کم کرنے کے لے سر پر ٹھنڈا پانی یا برف وغیرہ رکھنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے اور ایسے ہی تالاب اور حوض میں غسل کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے جیسا کہ بعض صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کو کسی مقام پر روزہ کی حالت میں پیاس یا گرمی کی شدت کی وجہ سے سر پر پانی ڈالتے ہوئے دیکھا (ابوداؤد موطا امام مالک).

روزہ کے آداب

= = = = = = = =

روزہ چونکہ ایک اہم عبادت ہے، لہذا اس کے کچھ آداب بھی ہیں جن کا بجالانا ضروری ہے، ان میں سے کچھ آداب مستحب اور کچھ واجب ہیں. واجبی آداب یہ ہیں کہ ان تمام کوادا کیا جائے اور حرام چیزوں سے اجتناب کیا جائے ، اس لئے کہ جب ہم نے حکم الٰہی سے مباح چیزوں کو جیسے کھانا پینا اور جماع کو ترک کردیا ہے تو ہمیں حرام چیزوں کو بدرجہ اولی چھوڑ دینا چاہئے.

نماز یہ دین اسلام کا کلمہ توحید کی شہادت کے بعد دوسرا رکن ہے ، اور نماز کا ترک کرنا کفر ہے ، اس لئے بے نمازی کا روزہ بھی مقبول نہیں ہے اسی طرح دروغ گوئی کرنا ، چغلی اور غیبت کرنا اور بیہودہ باتیں اور فحش قسم کے لٹریچر کا مطالعہ کرنا اور فلمیں دیکھنا اور ڈھول باجے اور میوزک ، تاش اور جوا یہ سب عام حالات میں حرام ہیں ، مگر ان کی حرمت روزہ کی حالت میں اور زیادہ ہوجاتی ہے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے : جو جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا اور

جہالت کی باتیں نہ چھوڑے تو اللہ کو کوئی ضرورت نہیں ہے کہ یہ شخص اپنا کھانا پینا چھوڑ دے (بخاری).

اور نبی کریم ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے کہ جب تم میں سے کسی کے روزہ کا دن ہو تو وہ بے ہودہ باتیں نہ کرے اور نہ شور و غل کرے اور کوئی اسے گالی دے یا اس سے لڑے تو کہہ دے کہ میں تو روزہ دار ہوں (بخاری مسلم). اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جب تم روزہ رکھو تو چاہیئے کہ تمہارا کان اور تمہاری آنکھ اور تمہاری زبان بھی جھوٹ اور حرام چیزوں سے روزہ رکھے اور پڑوسیوں کو تکلیف پہنچانے سے بچو اور تمہارے روزہ کا دن اور افطار کا دن یکساں نہ ہو.

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کتنے ہی روزہ دار ایسے ہیں جن کو ان کی بھوک و پیاس کی تکلیف کے سوا کوئی اجر نہیں ملتا ہے (سنن ابن ماجہ مسند احمد ، مستدرک حاکم ، سنن بیہقی وغیرہ)

روزہ کے کچھ مستحب اور مسنون آداب

====================

(۱) رمضان کے روزہ کی نیت فجر سے پہلے کرلینی چاہئے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے جس نے فجر سے پہلے روزہ کی نیت نہیں کی اس کا روزہ نہیں (ابوداؤد، ترمذی).

روزہ کی نیت دل سے کرنی چاہئے سنت مطہرہ سے کوئی مخصوص الفاظ کا ثبوت نہیں لہذا بلکہ زبان کے ذریعہ نیت کرنا بدعت ہے.

(۲) سحری کھانا: سحری کھانا باعث سنت و برکت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو اس لئے کہ سحری میں برکت ہے (بخاری و مسلم).

(۳) سورج کے غروب ہوتے ہی افطار کرلینا چاہئے بطور احتیاط تاخیر سے افطار کرنا خلاف سنت ہے. نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''لوگ برابر بھلائی میں رہیں گے جب تک وہ روزہ افطار کرنے میں جلدی کریں گے (بخاری و مسلم).

سنت یہ ہے کہ رطب (تر کھجور) سے افطار کیا جائے اگر یہ نہ ملے تو عام قسم کی کھجور سے اور اگر کھجور بھی نہ ملے تو پانی سے افطار کیا جائے.

(۴) افطار کے وقت کی دعا قبول ہوتی ہے، نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ''بے شک روزہ دار کی دعا افطار کے وقت لوٹائی نہیں جاتی'' (ابن ماجہ). عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ افطار کے وقت یہ دعا پڑھتے ((ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ)) ''پیاس بجھ گئی اور رگیں تر ہوگئیں اور اگر اللہ نے چاہا تو اجر ثابت ہوگیا'' (ابوداؤد). روزہ کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ روزہ کی حالت میں تلاوت قرآن پاک ذکر و اذکار کرنا نفلی صدقہ وخیرات بلکہ ہر قسم کی خیر و بھلائی کا اہتمام کیا جائے.

ماہ رمضان میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت

= = = = = = = = = = = = = = = = = = =

رمضان المبارک کے مہینہ میں چار قسم کے لوگوں کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

(۱) وہ مریض جس کو روزہ رکھنے سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو ، اور وہ مسافر جس کے لئے قصر کرنا جائز ہو، ان دونوں کا روزہ نہ رکھنا افضل ہے، البتہ سبب کے نہ پائے جانے یا مرض کی وجہ سے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کرنی ہوگی ،لیکن بحالت سفر یا بحالت مرض روزہ رکھ لیں تو ان کا روزہ درست ہوگا.

(۲) حیض اور نفاس والی عورتیں: حیض اور نفاس والی عورتیں روزہ نہیں رکھیں گی ، اور پاک ہونے کے بعد چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کریں گی اگر کسی عورت نے حیض یا نفاس کی حالت میں روزہ رکھ لیا تو اس کا روزہ صحیح نہیں ہوگا.

(۳) حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتیں: حاملہ اور دودھ پلانے

والی عورتوں کو روزہ رکھنے سے اگر بچہ کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو تو وہ روزہ نہیں رکھیں گی، بلکہ ہر دن کے بدلہ ایک مسکین کو کھانا کھلائیں گی اور سبب دور ہو جانے کے بعد چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کریں گی، لیکن بچہ کو نقصان پہنچنے کے خطرہ کے باوجود اگر وہ روزہ رکھ لیں تو ان کا روزہ درست ہوگا، اور اگر کوئی حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت خود اپنے نفس کو نقصان پہنچنے کے اندیشہ سے رمضان کے روزے نہ رکھے تو بعد میں اسے صرف چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کرنی ہوگی ، ہر دن کے بدلہ ایک مسکین کو کھانا نہیں کھلانا ہوگا.

(جب کہ مذکورہ مسئلہ کی دونوں صورتوں میں اکثر و بیشتر علماء نے صرف قضا کرنے کو ضروری قرار دیا ہے کھانا کھلانے کی مخالفت کی ہے واللہ أعلم بالصواب)

(۴) انتہائی ضعیف یا بیمار شخص: جو شخص بڑھاپے کی وجہ سے یا کسی ایسی بیماری کی وجہ سے جس سے شفایاب ہونے کی امید نہ ہو روزہ رکھنے سے مجبور ہے تو وہ روزہ نہ رکھے اور ہر دن کے بدلہ ایک مسکین کو ایک مد گیہوں یا آدھا صاع کوئی دوسرا غلہ بطور کفارہ دے

دیا کرے.

نوٹ (۱) مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ ذکر کردیا جائے کہ روزہ کی شرطیں کیا ہیں؛

(۱) مسلمان ہونا: لہذا کافر جب تک اسلام قبول نہ کرے اس پر روزہ نہیں ہے.

(۲) عاقل ہونا: لہذا مجنون کی عقل جب تک واپس نہ آجائے تو روزہ فرض نہیں.

(۳) بالغ ہونا: لہذا بچہ جب تک بالغ نہ ہوجائے اس پر روزہ فرض نہیں البتہ اگر وہ باشعور ہے اور روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہے تو عادت ڈالنے کے لئے اس سے روزہ رکھوایا جائے گا.

(۴) روزہ کی طاقت رکھنا: لہذا جو شخص بڑھاپے یا کسی ایسی بیماری کی وجہ سے جس سے شفایاب ہونے کی امید نہ ہو روزہ نہیں رکھ سکتا ہے تو اس پر رمضان کے روزے فرض نہیں البتہ کفارہ کے طور پر اسے ہر دن کے بدلہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہوگا.

روزہ کے صحیح ہونے کی کل چھ شرطیں ہیں

====================

(۱) مسلمان ہونا: لہذا کافر جب تک اسلام قبول نہ کرلے اس کا روزہ صحیح نہیں.

(۲) عاقل ہونا: لہذا مجنون (پاگل) کی عقل جب تک واپس نہ آجائے اس کا روزہ درست نہیں.

(۳) باشعور ہونا: لہذا جب تک جاننے بوجھنے اور تمیز کرنے کے مرحلہ کو نہ پہنچ جائے اس کا روزہ صحیح نہیں.

(۴) حیض سے پاک ہونا: لہذا حائضہ عورت کا خون جب تک بند نہ ہوجائے اس کا روزہ صحیح نہیں.

(۵) نفاس سے پاک ہونا: لہذا نفاس والی عورت جب تک نفاس کے خون سے پاک نہ ہوجائے اس کا روزہ صحیح نہیں.

(۶) نیت کرنا: فرض روزوں کے لئے روزانہ رات ہی میں نیت کرنا ضروری ہے، بغیر نیت کے (فرض) روزہ رکھنا صحیح نہیں

روزہ سے متعلق چند مسنون کام
اور کچھ مستحب اور ممنوع روزوں کا بیان

=================

روزہ سے متعلق چھ کام مسنون ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) تاخیر سے سحری کرنا: یعنی رات کے آخری حصہ میں صبح صادق کے قریب سحری کرنا.

(۲) افطار میں جلدی کرنا: یعنی جب آفتاب غروب ہونے کا یقین ہو جائے تو بلا تاخیر روزہ افطار کرلیا جائے.

(۳) خیر کے کام زیادہ سے زیادہ کرنا: جن میں سب سے پہلے نمبر پر پنجوقتہ فرض نمازوں کی جماعت کے ساتھ ادائیگی، نیز مستحقین تک زکاۃ کا مال پہنچانا ہے، پھر کثرت سے نفل نمازیں پڑھنا ،صدقہ وخیرات کرنا قرآن مجید پڑھنا اور ذکر ودعا اور استغفار کرنا ہے.

(۴) بدزبانی سے بچنا، لہذا اگر کوئی برا بھلا کہے تو اس سے یہ

کہہ کر خاموش نہ ہو جائے کہ میں روزہ سے ہوں.

(۵) افطار کے وقت دعا کرنا افطار کے وقت مسنون دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی ہے ((ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ)).

(٦) تازہ کھجور سے روزہ افطار کرنا کھجور نہ ملے تو خشک کھجور سے ورنہ پانی سے روزہ افطار کرے.

مستحب روزے: مندرجہ ذیل ایام کے روزے رکھنا مستحب ہے؛

(۱) رمضان کے بعد شوال کے چھ روزے: شوال میں چھ دن کے روزے رکھنے سے پورے سال روزہ رکھنے کا ثواب ملتا ہے.

(۲) دوشنبہ ور جمعرات کے روزے: کیونکہ ان دنوں میں اللہ تعالیٰ کے سامنے بندوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں.

(۳) ہر ماہ کے تین روزے: ان کے بدلے اللہ تعالیٰ پورے سال روزہ رکھنے کا ثواب عطا فرماتا ہے وہ اس طرح کہ ایک نیکی کا ثواب دس نیکیوں کے برابر ہوتا ہے افضل یہ ہے کہ یہ تین روزے چاند کی تیرہویں چودہویں اور پندرہویں تاریخ کو رکھے جائیں

(اورانہی ایام کوایام بیض کہا جاتا ہے).

(۴) شروع ذی الحجہ کے نو روزے: بالخصوص نویں تاریخ یعنی عرفہ کا روزہ (یہ روزہ حاجیوں کے لئے نہیں ہیں).

(۵) ماہ محرم کے روزے: بالخصوص اس مہینہ کی نویں اور دسویں تاریخ (عاشوراء) کے روزے کی خاص اہمیت ہے.

ممنوع یا مکروہ روزے :(مندجہ ذیل دنوں میں روزہ رکھنا ممنوع ہے)

(۱) شک کے دن یعنی شعبان کی تمیں تاریخ کو روزہ رکھنا.

(۲) عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنا.

(۳) ایام تشریق یعنی ذی الحجہ کی گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں تاریخ کے روزے رکھنا، لیکن یہ حکم حاجیوں کے علاوہ دیگر لوگوں کے لئے ہے ،لیکن وہ حاجی جس نے حج تمتع یا حج قران کیا ہو اور اسے ہدی کا جانور میسر نہ ہو تو اس کے لئے ان دنوں کا روزہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے.

(۵) عورت کا اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر نفل روزے رکھنا.

روزہ سے متعلق کچھ اہم معلومات

= = = = = = = = = = = = = = = =

(۱) روزہ دار کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایمان کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ سے طلب ثواب کی نیت سے روزہ رکھے کسی اور مقصد کے لئے روزہ رنہ رکھے.

(۲) کبھی روزہ دار کو زخم ہو جاتا ہے یا نکسیر پھوٹ جاتی ہے یا خود بخود قے ہو جاتی ہے یا غیر ارادی طور پر پانی یا پٹرول وغیرہ حلق سے نیچے اتر جاتا ہے تو ان تمام چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے.

(۳) روزہ دار کے لئے جائز ہے کہ وہ بحالت جنابت روزہ کی نیت کر لے اور طلوع فجر کے بعد غسل کرے اسی طرح حیض یا نفاس والی عورتیں بھی اگر طلوع فجر سے پہلے پاک ہو جائیں تو روزہ کی نیت کر لیں اور طلوع فجر کے بعد غسل کر لیں.

(۴) نفاس والی عورت اگر چالیس دن مکمل ہونے سے پہلے ہی پاک ہو جاتی ہے تو وہ غسل کر کے نماز پڑھے گی اور روزہ رکھے گی.

(۵) روزہ دار کے لئے دن کے اول اور ہر حصہ میں مسواک کرنا درست ہے مسواک کرنا جیسے غیر روزہ کی حالت میں مسنون ہے ویسے ہی روزہ کی حالت میں بھی مسنون ہے.

(٦) روزہ دار اور غیر روزہ دار ہر ایک کے لئے واجبات کی پابندی کرنی اور حرام چیزوں کے ارتکاب سے بچنا ضروری ہے.

(۷) رمضان کے مہینہ کو غنیمت جانتے ہوئے زیادہ سے زیادہ نیکوں کا ذخیرہ کرنا چاہئے.

(۸) روزہ دار اور غیر روزہ دار ہر ایک کو اپنے اعضاء وجوارح ہر قسم کے گناہوں سے دور رکھنا چاہئے.

(۹) جن لوگوں کے لئے رمضان کے روزے نہ رکھنے کی اجازت ہے جیسے مریض اور مسافر ان کے لئے یہ درست نہیں کہ ان دنوں میں کسی دوسرے کی طرف سے روزہ رکھیں.

(۱۰) کوئی شخص اگر اس لئے رمضان میں سفر کرے تاکہ اسی بہانہ اسے روزہ نہ رکھنا پڑے تو ایسی صورت میں اس کا سفر کرنا اور روزہ توڑنا دونوں حرام ہے اور اس پر روزہ رکھنا واجب ہے.

(۱۱) جس شخص پر روزہ واجب ہے اگر وہ روزہ کی حالت میں بھول کر یا لاعلمی کی بنا پر کچھ کھانے پینے کا ارادہ کر رہا ہو تو دیکھنے والے شخص پر واجب ہے کہ خیر وتقویٰ کے کاموں میں تعاون کرتے ہوئے اسے بتادے یا یاد دلادے۔

(۱۲) روزہ دار کے حلق تک مکھی یا گرد وغبار اڑکر پہنچ جائے یا غیر ارادی طور پر دھواں اندر چلا جائے تو اس سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے کیونکہ یہ چیزیں ایسی ہیں جن سے بچنا ناممکن ہے۔

(۱۳) جس شخص نے اس حال میں کچھ کھا پی لیا کہ اسے صبح صادق کے طلوع ہونے میں شبہ تھا تو اس کا روزہ صحیح ہے کیونکہ اس صورت میں رات کا باقی ہونا ہی اصل ہے۔

(۱۴) رمضان کے چھوٹے ہوئے روزوں کو مسلسل رکھنا مستحب ہے واجب نہیں ہے۔ اسی طرح ان روزوں کو جلد از جلد قضا کر لینا بھی مستحب ہے۔

(۱۵) لمبے اور گرم دنوں کے چھٹے ہوئے روزے ٹھنڈے اور چھوٹے دنوں میں اور چھوٹے اور ٹھنڈے دنوں کے چھٹے ہوئے

روزے لمبے اور گرم دنوں میں قضا کیئے جاسکتے ہیں.

(۱۶) جن لوگوں کو رمضان کے دنوں میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت دی گئی ہے اگر مشقت نہ ہوتو ان کے لئے روزہ رکھ لینا ہی افضل ہے. اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيرٌ لَّكُمْ﴾ ''اگر تم روزہ رکھو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے'' (البقرہ:۱۸۴).

(۱۷) چاندرات میں غروب آفتاب سے لے کر عید کی نماز تک تکبیر کہنا مستحب ہے، مسجدوں گھروں بازاروں میں قدرے بلند آواز سے تکبیر کہنی چاہئے. اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ولتكملوا العدة ولتكبروا الله على ما هداكم ولعلكم تشكرون﴾ ''اور تاکہ تم گنتی پوری کرو اور تاکہ تم اللہ کی اس بات پر بڑائی بیان کرو کہ اس نے تم کو ہدایت دی اور تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ'' [البقرة:۱۸۵].

تکبیر کے کلمات یہ ہیں: ((اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ)).

قیام اللیل اور نماز تراویح کا بیان

= = = = = = = = = = = = = =

شریعت اسلامیہ میں رات کی نماز کو" قیام اللیل" کہا جاتا ہے ، جسے ہم تہجد کی نماز سے جانتے ہیں اسی نماز کا حکم اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو دیا ہے: ﴿وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسَى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾" رات کے کچھ حصے میں تہجد کی نماز میں قرآن کی تلاوت کریں یہ زیادتی آپ کے لئے ہے عنقریب، آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں کھڑا کرے گا" (بنی اسرائیل: ۷۹). لہذا رات میں تہجد کی نماز پڑھنا پیارے نبی کریم ﷺ کا معمول تھا آیئے اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی تہجد کی نماز میں آپ کی کیفیت کیا ہوتی تھی، اسے پڑھتے ہیں. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آپ ﷺ رات میں تہجد کی نماز اتنی دیر تک اور اتنی لمبی پڑھتے تھے کہ آپ کے دونوں قدموں کے اندر ورم (سوزن) آجایا کرتے تھے تو میں نے آپ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کے پچھلے اور اگلے تمام گناہ معاف

کردیئے گئے ہیں تو پھر آپ اتنی طویل نمازیں کیوں پڑھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں (بخاری ومسلم) اور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز تہجد کی نماز ہے (مسلم).

نماز تراویح:

رمضان المبارک میں قیام اللیل کو تراویح کی نماز کہتے ہیں اس کی فضیلت کے لئے یہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ رمضان میں تراویح کی نماز پڑھنے والوں کے پچھلے تمام صغیرہ گناہ معاف کردیتا ہے. نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ''جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے رمضان کا قیام کیا (یعنی رات کو تراویح پڑھی) اس کے پچھلے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں'' (بخاری ومسلم).

تراویح کی نماز دو دو رکعت کرکے ادا کرنا سنت ہے اور قیام اللیل یا نماز تراویح وتر کے ساتھ گیارہ یا تیرہ رکعت ہے- حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رمضان میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کی

کیفیت کیا ہوتی تھی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ آپ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے (بخاری ومسلم).

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ کی رات کی نماز تیرہ رکعت ہوتی تھی (بخاری).ابن ابی شیبہ کی روایت جو حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں وتر کے علاوہ بیس رکعت پڑھتے تھے تو اس حدیث کی سند کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ضعیف کہا ہے اور یہ روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے ٹکراتی ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی رات کی عبادت سے زیادہ واقف تھیں (دیکھئے فتح الباری ۴/۲۹۹).

تراویح کی نماز باجماعت ادا کرنا مسنون ہے. نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بے شک جب انسان امام کے ساتھ اس وقت تک نماز پڑھتا ہے جب امام نماز سے فارغ ہوجائے تو اسے پوری رات کے قیام کا ثواب ملتا ہے''.(اصحاب سنن).

سرچشمہ علم وعمل کا بیان

= = = = = = = = = = =

سرچشمہ علم وعمل کا مطلب ہے کہ شریعت اسلامیہ کا ماخذ کیا ہے؟ جواب یہ ہے کہ علم وعمل کا ماخذ ومصدر قرآن مجید اور حدیث رسول ہے اگرچہ فقہاء نے تحریر کیا ہے کہ شریعت کے اصول چار ہیں: قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس لیکن اجماع اور قیاس کی اساس و بنیاد قرآن وحدیث ہے لہذا دین کا کوئی بھی حکم خواہ اس کا تعلق عقیدہ سے ہو یا احکام سے ہو سب کا مآخذ ومنبع قرآن وحدیث ہی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ﴾ ”تم لوگ اس کا اتباع کرو جو تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر من گھڑت سرپرستوں کی اتباع مت کرو تم لوگ بہت کم ہی نصیحت پکڑتے ہو“. (الاعراف:۳).

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے

میں کی تھی: ﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾ ''اے ہمارے رب! ان میں انہیں میں سے رسول بھیج جو ان کے پاس تیری آیتیں پڑھے انہیں کتاب وحکمت سکھائے'.

(البقرہ:۱۲۹).

اس آیت کریمہ میں کتاب وحکمت کا ذکر ہے کتاب سے مراد قرآن مجید اور حکمت سے مراد حدیث شریف ہے (ابن کثیر). نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: ''میں تمہارے درمیان دو ایسی چیزیں چھوڑے جارہا ہوں کہ اگر ان پر عمل کروگے تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے ایک اللہ کی کتاب، دوسری میری سنت''.

(حاکم).

نبی کریم ﷺ نے یہ وضاحت کردی ہے کہ حدیث قرآن کا شریک ہے، ہاں بے شک میں قرآن دیا گیا ہوں اور اس کے ساتھ اسی کے مثل (یعنی حدیث) (احمد، ابوداؤد، حاکم).

محترم قارئین! حق ظاہر ہوجانے کے بعد باطل کی حیثیت ختم

ہو جاتی ہے ،لہذا ہمیں اپنے عقائد وفکر کی پھر سے اصلاح کر لینی چاہئے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہمارے عقائد،طریقے اورعبادت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے ٹکرار ہے ہیں مثلاً مُردوں سے وسیلہ طلب کرنا رسول اللہ کو حاضر و ناظر جاننا یہ اعتقادرکھنا کہ اللہ تعالیٰ بزرگوں کی ذات میں حلول کرجاتے ہیں، ہمارا طریقۂ نماز و روزہ اورزکاۃ امام الانبیاء ﷺ کے طریقہ سے ہٹ کر تو نہیں ہے؟ ہم رسم و رواج اور آباء واجداد کے طریقہ کے پابند تو نہیں ہو گئے ائمہ اربعہ نے ببانگ دہل یہ اعلان کردیا ہے کہ اگر میرا قول سیدالثقلین کے قول سے ٹکرا جائے تو میرا قول چھوڑ دو، کیا حق فقہ، اصول فقہ اور ائمہ اربعہ میں محصور ہے، یا حق متعدد ہے یا اپنے خطہ وطن اوراپنے گروہ کے علماء و بزرگ اور پیر کے فتویٰ کی واجبی پابندی اوران افکار کی بالا دستی سے دب کر سنت مطہرہ سے ہٹ تو نہیں گئے ہیں؟ اگر ہم نے تعصب و جہالت کی عینک کو ہٹا کر انصاف اور طلب حق کی جستجو کے ساتھ مذکورہ سوالوں کے جواب پرغور کیا تو حق واضح نظر آئے گا۔

لا الہ الا اللہ کا معنی اس کے ارکان اور شروط کا بیان

= =

توحید کلمہ لا الہ الا اللہ دین کی اساس اور بنیاد ہے یہ اسلام کا پہلا رکن ہے اس کلمہ کے اقرار کے بغیر انسان کا کوئی عمل قابل قبول نہیں اس کلمہ کے معنی کی معرفت ہر مسلمان پر واجب اور فرض ہے اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿ فَاعْلَمْ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ﴾ ''اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کریں اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے حق میں بھی'' (محمد:١٩).

آیت کریمہ میں رب جلّ جلالہ نبی کریم ﷺ کو کلمہ توحید کی معرفت کا حکم دے رہا ہے، اس لئے ہم امتیوں پر تو اس کے معنی کی معرفت بدرجہ اولیٰ واجب ہے.

کلمہ توحید کے دو ارکان ہیں نفی اور اثبات:

(ا) ''نفی لا الہ'' کلمہ کے اس حصہ کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے

مد مقابل جن چیزوں کی عبادت کی جاتی ہے ہم اس کا انکار کرتے ہیں خواہ وہ فرشتے ہوں، انبیاء ورسل ہوں، اولیاء اللہ بزرگ ہوں، یا شجر و حجر اور صنم اور پتھر ہم ان سب کی عبادت کا کلی طور پر انکار کرتے ہیں.

(۲) اور اثبات ''الا اللہ'' کلمہ کے اس حصہ کا مطلب ہے کہ ہم یہ یقین کے ساتھ اقرار کرتے ہیں کہ ہمارا معبود و مسجود مشکل کشا حاجت روا اور پیر و دستگیر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں ہے.

لہذا اس کلمہ کا صحیح معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں بہت سے لوگ ''لا الہ الا اللہ'' کا ترجمہ کرتے ہیں اللہ کے علاوہ کوئی خالق نہیں یا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نئ چیز ایجاد کرنے پر قادر نہیں یہ تمام معنی درست نہیں ہیں' کلمہ کا حق ادا نہیں کرتے ہیں.

کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کی شرطیں یہ ہیں:

(۱) علم: یعنی کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کے معنی کی معرفت حاصل کرنا ہر کلمہ گو کے لئے ضروری ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص کی موت اس حال میں ہوئی کہ وہ لا الہ الا اللہ کا معنی جانتا تھا

جنت میں داخل ہوگا (مسلم).

(۲) یقین: یعنی کلمہ کی گواہی یقین کامل کے ساتھ دے رہا ہو ذرہ برابر شیطانی وسوسہ اور شک وشبہ نہ ہو.

(۳) قبول: یعنی کلمہ گو اس کلمہ کے مقتضا ومطلب کو دل وزبان سے قبول کرتا ہو نبی کریم ﷺ نے جن باتوں کی اطلاع دی ہے سب کو قبول کرتا ہو اور سب پر ایمان رکھتا ہو.

(۴) انقیاد: کلمہ توحید کے مقتضا کے مطابق عمل کرتا ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ﴾ "تم سب اپنے پروردگار کی طرف جھک پڑو اور اس کی حکم برداری کئے جاؤ" (الزمر:۵۴).

(۵) صدق: یعنی ایمان وعقیدہ سچا ہو منافقین کے کلمہ کی گواہی صدق کی بنیاد پر نہ تھی.

(۶) اخلاص: یعنی کلمہ گو کا ایمان وعمل اللہ جل جلالہ ہی کے لئے ہو ریاکاری، شہرت اور ذاتی اغراض کے لئے نہ ہو.

(۷) محبت: اس کلمہ کے مدلول' اللہ اور رسول ﷺ سے ہو.

اعمال کی قبولیت کے شروط: اخلاص اور متابعت

اخلاص اور متابعت ایسا موضوع ہے جس کی معرفت ہر کس وناکس کے لئے ضروری ہے اس لئے کہ یہ دونوں شرطیں کسی بھی اعمال کی مقبولیت کے لئے لازم اور ضروری ہیں .اخلاص کی ضد ریاکاری ہے یعنی تمام عبادتوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لئے کرنا اور متابعت سے مراد نبی کریم ﷺ کی سنت کی پیروی کرنا ہے اور سنت کی ضد بدعت ہے .اخلاص سے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوْا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ ''انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں دین کو اس کے لئے خالص کرتے ہوئے'' (البینہ:۵) .بلکہ اللہ تعالیٰ نبی کو اخلاص کا حکم دے رہا ہے: ﴿إِنِّيْ أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّيْنَ﴾ ''آپ کہہ دیجئے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اسی طرح عبادت کروں کہ اسی کے

لئے عبادت کو خالص کروں'' (سورۃ الزمر: آیت:۱۱).

اگر ہمارا عمل اخلاص سے خالی ہے تو ہمارا عمل قبول نہیں اور متابعت کہتے ہیں کہ ہم جو بھی عبادت کریں وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق ہو، اگر ہمارا کوئی عمل سنت کے مطابق نہیں ہے تو وہ عمل اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول نہیں ہے. نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''جس نے کوئی عمل کیا اور اس عمل کے بارے میں میرا حکم نہیں ہے تو وہ مردود ہے'' (بخاری). یعنی اللہ تعالیٰ کو قبول نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت میرے لئے شریعت ہے: ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾ ''اور تمہیں جو کچھ رسول دے، دے لے لو اور جس سے روکے رک جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو یقیناً اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے'' (الحشر:۷).

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا﴾ ''جس نے (یعنی اللہ تعالیٰ

نے) موت و حیات کو اس لئے پیدا کیا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے اچھے کام کون کرتا ہے (الملک: ۲). حضرت فضیلؒ کہتے ہیں کہ آیت کریمہ میں اچھے عمل سے مراد وہ عمل ہے جو اخلاص پر مبنی ہو اور نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق ہو اگر کوئی عمل اخلاص پر مبنی ہو اور سنت کے مطابق نہ ہو تو مقبول نہیں اور جو عمل سنت کے مطابق ہو مبنی بر اخلاص نہ ہو تو وہ بھی مقبول نہیں. فضیل کے اس قول کی تائید سورۂ کہف کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے: ﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْ لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحًا وَلاَ يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًا﴾ "جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہئے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے".

(الکہف ۱۱۰).

محترم قارئین! اوپر ذکر کئے گئے بیان کی روشنی میں یہ اپیل ہے کہ ہمارے اعمال اخلاص و متابعت پر مبنی ہوں.

توحید کی قسموں کا بیان

==========

قارئین کرام! توحید کی تین قسمیں ہیں: توحید ربوبیت، توحید الوہیت اور توحید اسماء وصفات۔ ہم کو اتنا معلوم ہے کہ لفظ توحید کا معنی ہے ایک جاننا اور تن تنہا گردانا اور یکتا ماننا

اور لفظ ربوبیت رب سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے پالنہار پالنے والا پروان چڑھانے والا، پیدا کرنے والا اور عدم سے وجود بخشنے والا، روزی روٹی مہیا کرنے والا، زندگی میں درپیش حاجت وضرورت کو پورا کرنے والا.

خلاصہ کلام یہ ہے کہ توحید ربوبیت کا مطلب ہے کہ اعتقاد رکھا جائے کہ اللہ وحدہ لاشریک ہی خالق ومدبر اور مالک ہے اس کے علاوہ اس کے خلق وملک اور تدبیر میں اس کا کوئی ساجھی اور شریک نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالأَمْرُ﴾ ''یادرکھو اللہ ہی کے لئے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا'' (الاعراف

:۵۴).

اور توحید الوہیت کا مطلب ہے کہ عبادت کی تمام قسموں کو اللہ تعالیٰ کے لئے خاص کیا جائے اور اکیلے اسی کو عبادت کا مستحق مانا جائے، جیسے دعا، خوف، رغبت، رہبت، خشوع، انابت، ذبح ونذر وغیرہ. اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلاَّ لِيَعْبُدُوْنِ﴾ میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لئے پیدا کیا کہ وہ صرف میری عبادت کریں (الذاریات: ۵٦). اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيَ اِلَيْهِ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾ " تجھ سے پہلے جو بھی رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں لہذا تم سب میری ہی عبادت کرو" (الانبیاء: ۲۵).

اور توحید الوہیت ہی کی خاطر اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں اور رسولوں کو مبعوث فرمایا اور جب جب نبیوں اور رسولوں نے اپنی قوم کو حق کی دعوت دی تو ان لوگوں نے توحید کی بقیہ دو قسموں کا تو اقرا

کیا مگر الوہیت کا انکار کیا اس لئے کہ وہ لوگ شجر و حجر اور بتوں کی عبادت کرتے تھے.

اور توحید اسماء وصفات یہ ہے کہ ایمان لانا ان تمام اسماء وصفات پر جسے اللہ تعالیٰ نے خود بیان کیا ہے یا جسے رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا ہے اور اس کا اثبات بایں طور کرنا جو اللہ جل جلالہ کے شایان شان ہو بغیر کسی تحریف وتعطیل اور تکییف وتمثیل کے اور ہمیں یہ بھی اعتقاد رکھنا چاہئے کہ یہ اسماء وصفات حقیقی ہیں مجازی نہیں جیسا کہ بعض گمراہ فرقہ کا قول ہے، اثبات کے ساتھ ساتھ یہ اعتقاد بھی لازم اور ضروری ہے کہ اسماء وصفات میں اللہ کی طرح کوئی نہیں ہے اسی حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے بیان کیا: ﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ ''اس جیسی کوئی چیز نہیں وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے'' [الشوریٰ:۱۱] اسے ہم صرف ایک مثال کے ذریعہ سمجھ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ''السمیع'' یعنی سننے والا اور صفت سماعت یعنی سننا ہے اور انسان کی بھی صفت سماعت سننا ہے، لیکن انسان صرف اپنے گرد و پیش ہی کی آواز کو سن سکتا ہے دو

چار کلومیٹر دور کی آواز کو نہیں سن سکتا ہے لیکن اللہ جل جلالہ کائنات کے کونے کونے کی آواز کو سنتا ہے اس طرح تمام صفات کا حال ہے اسی موقع سے ہمیں یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ بہت سے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ تک اپنی بات پہنچانے کے لئے بزرگوں یا ولیوں کا وسیلہ پکڑنا چاہئے یہ بات بھی درست نہیں ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہر غریب، بے کس اور پریشان حال کی دعا اور صدا سنتا ہے اسے کسی نبی ولی اور بزرگوں کی مدد کی قطعی ضرورت نہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ "اور اچھے اچھے نام اللہ تعالیٰ کے ہیں سو ان ناموں سے ہی اللہ کو موسوم کیا کرو اور ان لوگوں سے تعلق بھی نہ رکھو جو اس کے ناموں میں کج روی کرتے ہیں ان لوگوں کو ان کے کئے جانے کی ضرور سزا ملے گی (الاعراف:۱۸۰) .

شرک اکبر کی تعریف اور دور حاضر سے اس کی مثالیں

شرک اکبر کی تعریف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی ربوبیت، الوہیت اور اسماء وصفات میں کسی بھی مخلوق کو شریک بنایا جائے، جس شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور ہستی ہے جو کسی چیز کی تخلیق کرتی ہے یا رزق دیتی ہے یا اس کو شفا دیتی ہے یا پریشانیوں سے نجات دیتی ہے یا بارش نازل کرتی ہے تو وہ شرک اکبر کا مرتکب ہو جاتا ہے اور دین اسلام سے خارج ہو جاتا ہے کیوں کہ اس نے اللہ کی ربوبیت میں شریک ٹھہرایا اور اگر کوئی شخص اولیاء اللہ کو جن کی موت واقع ہو چکی ہے ان کو پریشانیوں کے دور کرنے کے لئے پکارے یا ان سے مدد طلب کرے یا ان کے تقرب کے لئے کوئی جانور ذبح کرے اور ان کو اپنے اور اللہ کے درمیان وسیلہ بنا کر پکارے تو وہ شرک اکبر کا مرتکب ہو گیا اور دین اسلام سے خارج ہو گیا کیوں کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں کسی اور کو شریک ٹھہرایا اور اگر کوئی شخص یہ اعتقاد رکھے کہ اولیاء

اللہ جو وفات پا چکے ہیں وہ پوری کائنات میں حاضر وناظر ہیں اور وہ تمام پکاروں کو سنتے ہیں یا یہ عقیدہ رکھے کہ مردے غیب کا علم رکھتے ہیں یا ان میں سے کوئی الٰہی صفات سے متصف ہے تو اس نے اللہ کے ساتھ اس کے اسماء وصفات میں شرک اکبر کا ارتکاب کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ الظَّالِمِيْنَ﴾ "اللہ کے علاوہ کسی ایسی ہستی کو نہ پکارو جو تمہیں نہ نفع دے سکتی ہے اور نہ ہی تمہیں نقصان پہنچا سکتی ہے اگر تم نے ایسا کیا تو ظالموں میں سے ہو جاؤ گے (یونس:١٠٦).

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهِ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِأَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا﴾ "اور جن لوگوں نے اللہ کے علاوہ کسی اور کو معبود بنا رکھا ہے وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود پیدا کئے گئے ہیں وہ خود اپنے نفع ونقصان کے مالک نہیں ہیں اور نہ ہی موت

وحیات اور قیامت کے دن دوبارہ ہی اٹھنے کے مالک ہیں
"(الفرقان: ۳)۔شرک اکبر کے مرتکب کو اللہ تعالیٰ کبھی بھی معاف
نہیں کرے گا اس کے علاوہ جن گناہوں کو چاہے معاف کرسکتا ہے
اور یہی وہ شرک اکبر ہے جس کا ارتکاب کرنے والا ہمیشہ جہنم میں
رہے گا اور یہ وہ شرک ہے جس کا مرتکب اسلام کے دائرہ سے خارج
ہوجاتا ہے اور یہی وہ شرک ہے جس کے کرنے سے انسان کے
سارے اعمال رائیگاں اور برباد کردیئے جاتے ہیں اور جو شخص شرک
اکبر کا ارتکاب کرتا ہو اس کے تئیں مسلمانوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ
اس کا ساتھ نہ دیں بلکہ کلی طور پر اس کا بائیکاٹ کردیں اور اس سے
عداوت اور دشمنی کا اظہار کریں

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہم مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ دعا
کرتے رہنا چاہئے کہ وہ ہمیں اس کے ارتکاب سے محفوظ رکھے اور
خالص اپنی توحید کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے

بدعت کا بیان

========

قارئین کرام! ڈکشنری کی اصطلاح میں بدعت کہا جاتا ہے پہلی مرتبہ کسی چیز کو ایجاد کرنا. اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالاَرْضِ﴾ "وہ اللہ زمینوں اور آسمانوں کا ابتدا میں پیدا کرنے والا ہے" (البقرہ:۱۱۷).

شریعت میں بدعت سے مراد ہے ایسی عبادتوں کو گھڑ لینا جس کا ثبوت شریعت مطہرہ میں نہیں ہے.

بدعت کا حکم یہ ہے کہ بدعت ضلالت و گمراہی ہے بدعت ایجاد کرنا اور بدعت پر عمل کرنا دونوں حرام ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ذَالِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ "اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے لہذا اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو وہ راہیں تم کو اللہ کی

راہ سے جدا کردیں گی اس کا تم کو اللہ نے تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگاری اختیار کرو'' (الانعام:۱۵۳).

اللہ تعالیٰ کی راہ کے علاوہ کسی اور کے راستہ پر چلنا یہی بدعت وگمراہی ہے نبی کریم ﷺ نے اس امت کو ڈرایا ہے، فرمایا: ''لوگو! دین میں ہر نئی چیز سے بچو اس لئے کہ یقیناً بدعت گمراہی ہے (ابوداؤد و ترمذی) بدعت کی تردید میں یہ حدیث بھی وارد ہے بے شک سب سے بہتر بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور سب سے بہتر طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے اور سب سے بدترین امر دین میں پیدا کر کردہ نئی چیزیں ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے. (مسلم).

بدعت اپنی تمام شکل و کیفیت انواع واقسام کے ساتھ حرام ہے لہٰذا شریعت میں کوئی بدعت بدعت حسنہ نہیں ہے بلکہ ساری بدعتیں سیئہ ہیں بدعتیوں سے دوستی کرنا ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا سب حرام ہے اور بدعت سے لوگوں کو ڈرانا واجب ہے.

برصغیر میں پائی جانے والی کچھ بدعتوں کے نمونے

= = = = = = = = = = = = = = = = = = = =

(۱) ماہ محرم میں پائی جانے والی بدعتیں مثلاً شیعوں سے متأثر ہوکر پہلی محرم ہی سے ڈھول باجہ اور ماتم کا اہتمام کرنا اور پھر تعزیہ بنانا اور دسویں محرم کو ایک جگہ جمع ہوکر حضرت علی اور حضرت حسین کی تعریف میں اشعار پڑھنا وغیرہ. جب کہ نبی ﷺ نے عاشوراء کے دن خود بھی روزہ رکھا ہے اور روزہ رکھنے کا حکم دیا ہے (بخاری ومسلم).

(۲) جشن عید میلاد النبی کا اہتمام کرنا: اس دن بعض عبادات یا دینی مجلس فاتحہ خوانی یا جلوس نکالنا خواہ اس کا اہتمام نبی کریم ﷺ کی محبت کے نام پر ہی کیا جائے اس کا ثبوت نہ تو قرآن وحدیث سے ہی ملتا ہے اور نہ ہی فقہاء ومحدثین اور سلف صالحین کا اس پر عمل رہا ہے.

(۳) ماہ رجب میں پائی جانے والی بعض بدعتیں یہ ہیں: بعض مخصوص ایام میں روزہ کا اہتمام کرنا پہلے جمعہ کی رات میں بارہ

رکعت نماز صلاۃ الرغائب پڑھنا، رجب کے کونڈے منانا اور ۲۷ر رجب کو جشن اسراء ومعراج منانا.

(۴) ماہ شعبان کی بدعت: پندرہ شعبان کی شب میں مخصوص ذکر واذکار اور نماز کا اہتمام کرنا اور یہ اعتقاد رکھنا کہ اسی شب میں سال بھر کی تقدیر لکھی جاتی ہے.

(۵) رمضان المبارک میں شبینہ کا اہتمام کرنا، اذان سے پہلے درود پڑھنا اور سلام کرنا وغیرہ.

(٦) قبر پرستی: قبر پرستی میں یہ چیزیں شامل ہیں کسی بزرگ یا ولی کی قبر پر سالانہ عرس کا انعقاد کرنا قبروں کو پختہ کرنا قبروں پر پھول اور چڑھاوا اور چادر چڑھانا مردہ سے حاجت روائی اور مشکل کشائی کی دعا کرنا، بزرگوں کا وسیلہ لے کر قبروں کے پاس نمازیں پڑھنا قرآن کی تلاوت کرنا، قبروں کو سجدہ کرنا.

تعویذ اور گنڈا لٹکانے کا حکم

= = = = = = = = = = = =

محترم قارئین! التمائم لفظ تمیمہ کی جمع ہے اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جو نظر بد سے تحفظ کے لئے باندھی، لٹکائی یا ڈالی جاتی ہے تمیمہ : یعنی تعویذ گنڈا وغیرہ لٹکانے کا حکم اس کی نوعیت کے ساتھ بدل جائے گا.

اگر تعویذ وغیرہ میں شرکیہ کلمات، یا غیر معروف شرکیہ کلمات، یا رموز یا گنتیاں لکھی ہوئی ہوں، یا جنوں سے مدد طلب کی گئی ہو تو شرک اکبر ہوگا اور اگر تعویذ وغیرہ میں شرکیہ کلمات نہ ہوں بلکہ قرآن وسنت سے غیر ثابت شدہ اور غیر مشروع دعائیں لکھی ہوئی ہوں تو اس کا استعمال حرام ہے جائز نہیں ہے اس کا شمار شرک اصغر میں ہوگا اور اگر تعویذ وغیرہ قرآن وسنت سے ثابت شدہ دعائے ماثورہ پر مشتمل ہو تو سلف صالحین کے درمیان اس کے استعمال کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے تاہم صحیح بات یہ ہے کہ اس کا استعمال بھی

حرام ہے.

احادیث میں اس کی ممانعت کی کئی دلیلیں ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے گلے میں تعویذ گنڈا اس لئے لٹکایا کہ وہ نظر بد سے بچ جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی یہ آرزو پوری نہ کرے (مسند احمد).
ایک دوسری حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے تعویذ گنڈا لٹکایا اس نے شرک کیا'' (مسند احمد) ایک اور حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: '' (شرکیہ) جھاڑ پھونک، تعویذ، گنڈے باندھنا اور میاں بیوی کے درمیان فتنہ پیدا کرنے کے لئے کئے جانے والے اعمال سب شرک ہیں. اور ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کوئی ایسی چیز لٹکائی تو اسے اسی کی حوالے کر دیا جاتا ہے'' (مسند احمد، ترمذی).

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا واقعہ نقل کیا ہے کہ ان کی زوجہ محترمہ زینب رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میرے شوہر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے میری گردن میں ایک دھاگا دیکھا تو پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ یہ دم کیا ہوا ہے تو عبداللہ بن

مسعود رضی اللہ عنہ نے وہ دھاگا کاٹ ڈالا اور فرمایا: ''اے عبداللہ کے اہل وعیال ! تم اس شرک سے بے نیاز ہو کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ جھاڑ پھونک نظر بد سے تحفظ کے لئے مختلف چیزیں باندھنا یا اس کا لٹکانا اور محبت کے تعویذات سب شرک ہیں. میں نے کہا میری آنکھ میں چبھن تھی میں فلاں یہودی کے پاس دم کرانے جاتی تھی اس کے دم سے مجھے آرام مل جاتا تھا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا یہ شیطانی حرکت ہے، وہ اپنے ہاتھ سے چھوتا تھا جب دم کیا جاتا تو وہ ہاتھ روک لیتا اس تکلیف کے دوران تمہارے لئے اتنا کافی تھا کہ تم وہ دعا پڑھ لیتی جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ((أَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ اَذْهِبِ الْبَأْسِ ، اشْفِ وَ اَنْتَ الشَّافِي لاَ شِفَاءَ اِلاَّ شِفَاؤُكَ شِفَاءً لاَ يُغَادِرُ سَقَمًا)) ''اے لوگو ں کے رب ! مصیبت دور کر دے تو ہی شفا دینے والا ہے تیری شفا کے علاوہ کوئی شفا نہیں ایسی شفا عطا کر جو کوئی بیماری باقی نہ رکھے''.

اے لوگو! ان احادیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہو گئی کہ تعویذ،

گنڈا الٹا کانا حرام اور ناجائز ہے تو ہمیں ان چیزوں سے پرہیز کرنا چاہئے اور وہی طریقہ اختیار کرنا چاہئے جو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا طریقہ تھا کہ وہ لوگ نظر بد وغیرہ کے لئے دعائے ماثورہ اور قرآنی آیات پڑھ کر مریض پر دم کیا کرتے تھے اللہ کے حکم سے مریض کی شفایابی ہو جاتی تھی۔

قبروں کی شرعی اور بدعی زیارت

==============

موت ایک اٹل حقیقت ہے اس سے کسی کو مفر اور چھٹکارا نہیں ہر شخص کو یہ بات معلوم ہے کہ مرنے کے بعد اسے قبر میں دفنایا جائے گا اسلام نے قبروں کی زیارت کو مشروع قرار دیا ہے تا کہ اسے دیکھ کر آخرت کی یاد تازہ ہو اور یہ بات دل میں بیٹھ جائے کہ ایک دن مرکر ہمیں بھی اسی میں آنا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں تم کو قبروں کی زیارت کرنے سے منع کرتا تھا تو اب تم قبروں کی زیارت کرو اس لئے کہ اس سے آخرت کی یاد تازہ ہوا کرے گی (مسلم، ترمذی).

قبروں کی زیارت مستحب ہے جب یہ تین شرطیں پائی جائیں:

(۱) قبروں کی زیارت مردوں کے لئے ہے نہ کہ عورتوں کے لئے اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے.

(۲) قبروں کی زیارت کرنے میں سفر کر کے نہ جائے اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تین مساجد ایسی ہیں جن کی طرف رخت سفر باندھا جاسکتا ہے اس کے علاوہ کسی اور جگہ کی طرف رخت سفر باندھنا نا جائز ہے.

(۳) قبروں کی زیارت کرنے کا مقصد صرف اس سے نصیحت حاصل کرنا اور میت کے لئے دعائے مغفرت کرنا ہو اور اگر اس سے تبرک یا تقرب حاصل کرنا مقصود ہو ، تو نا جائز ہے

قبروں کی زیارت کرنے کی تین قسمیں ہیں:

(۱) شرعی زیارت : اس زیارت کا مقصد میت کے لئے استغفار کرنا اور اس کے لئے دعا کرنا ہو تو یہ زیارت مشروع ہے نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو قبروں کی زیارت کرنے پر ترغیب دی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ''قبروں کی زیارت کرو اس لئے کہ وہ تمہیں موت کی یاد دلاتی ہے''.

(۲) بدعی زیارت: اس زیارت کا مقصد یہ ہو کہ وہ وہاں جا کر اللہ کے لئے قربانی پیش کریں گے اور اس سے میت کی تعظیم مقصود نہ

ہواور یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ وہاں قربانی کرنا زیادہ اجر کا باعث ہے تو ایسی زیارت اور عبادت بدعت شمار کی جائے گی.

(۳) شرکیہ زیارت: اس زیارت کا مقصد یہ ہو کہ میت کے تقرب کے لئے قربانی پیش کرے یا اس کا طواف کرے یا اس سے مدد طلب کرے تو یہ شرک اکبر ہے نبی کریم ﷺ سے ایسا کرنا ثابت نہیں ہے اور نہ ہی سلف صالحین میں سے کسی نے ایسا کیا ہے لہذا مسلمانوں کی بھلائی اسی میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کی سنتوں کی اقتدا کریں اور شرک و بدعت سے اجتناب کریں. اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے اور شرک و بدعت سے محفوظ رکھے آمین..

ارکان ایمان کا مختصر تذکرہ
اور غزوہ بدر اور غزوہ فتحِ مکہ میں پیش آمدہ واقعات کا بیان

محترم قارئین ! ایمان اعتقاد ویقین اور بھروسہ کا نام ہے. ہر مسلمان کا چھ چیزوں پر ایمان رکھنا ضروری ہے، جو یہ ہیں:

(۱) اللہ پر ایمان لانا (۲) فرشتوں پر ایمان لانا (۳) رسولوں پر ایمان لانا (۴) کتابوں پر ایمان لانا (۵) آخرت کے دن پر ایمان لانا (۶) اچھی بری تقدیر پر ایمان لانا.

ایمان کے ان چھ ارکان کا ثبوت قرآن وحدیث سے ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّنَ﴾ 'ساری اچھائی مشرق ومغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں بلکہ حقیقۃ اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر قیامت کے دن پر فرشتوں پر اور کتاب اللہ

اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو (البقرۃ ۱۷۷).

تقدیر پر ایمان لانے کے سلسلے میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾ ”بے شک ہم نے ہر چیز کو اس کے اندازہ پر پیدا کیا ہے“ (القمر ۴۹).

نبی کریم ﷺ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پوچھا کہ مجھے ایمان کے بارے میں بتائیے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اس کے رسولوں پر، یوم آخرت پر اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لاؤ (مسلم).

اور چونکہ رمضان المبارک کی سترہویں تاریخ کو اسلام کا عظیم معرکہ غزوۂ بدر پیش آیا، لہذا مختصر طور پر اس تعلق سے کچھ بیان کر دینا مناسب سمجھتا ہوں تا کہ ہمارے ایمان کے اندر تازگی آ سکے تو لیجئے، سنئے:

تاریخ اسلامی کا یہ عظیم معرکہ ۱۷ رمضان المبارک سنہ ۲ ہجری کو مقام بدر میں پیش آیا جس میں مجاہدین صحابہ کی کل تعداد ۳۱۳ مردوں پر مشتمل تھی جب کہ دوسری طرف دشمن کی فوج ان سے تین

گنا زیادہ تھی، اس معرکہ میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کی مدد فرمائی اور مسلمانوں کو سرخرو فرما کر عزت بخشی اور کفر اور کفار کو زیر کیا مشرکین کے ستر جیالے قتل ہوئے اور دیگر ۷۰ پابند سلاسل ہوئے جب کہ اس کے مقابل مسلمانوں کے صرف ۱۴ جانباز خلعت شہادت سے سرفراز ہوئے.

غزوہ فتح مکہ:

فتحِ مکہ کا یہ عظیم واقعہ رمضان کی بیس تاریخ سنہ ۸ ہجری کو پیش آیا اس کا سبب قریش کی طرف سے آپ ﷺ کے ساتھ کئے گئے عہد و پیما ن کا پاس نہ کرنا نیز بدعہدی تھا، لہذا رسول اللہ ﷺ قریش کے خلاف صف آرا ہونے کے لئے دس ہزار کا لشکر کی قیادت کرتے ہوئے روانہ ہوئے یہاں تک کہ آپ ﷺ مر الظہر ان نامی مقام پر جا دھمکے جہاں پر آپ کے چچا حضرت عباسؓ حضرت سفیانؓ کو لے کر حاضر ہوئے اور انہوں نے اسلام قبول کیا اور نبی ﷺ مکہ میں بلا قتال حالت امن میں داخل ہوئے

نماز کے وجوب کا بیان اور تارک نماز کا حکم اور کچھ نمازیو ں سے واقع ہونے والی غلطیوں کا بیان

کلمہ توحید کے اقرار کے بعد اسلام کا دوسرا رکن نماز ہے، نماز ہر مسلم مرد وعورت عاقل وبالغ پر حالت سفر وحضر میں فرض ہے نماز کسی بھی حال میں معاف نہیں ہے .اللہ تعالی ہمیں نماز کے قائم کرنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:﴿ وَاَقِيْمُوْا الصَّلاةَ وَاٰتُوْا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرَّاكِعِيْنَ ﴾ ''اور نمازوں کو قائم کرو اور زکاۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو'' (البقرۃ ۴۳) اور سورۂ بقرہ ہی میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نماز کی حفاظت کا حکم دیتا ہے:﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلاَةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ ''نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص درمیان والی نماز کی اور اللہ کے لئے با ادب کھڑے رہا کرو'' (البقرہ:۲۳۸).

حدیث شریف سے نماز کی فرضیت کی دلیل یہ ہے کہ جب نبی

کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو ملک یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو انہیں وصیت کی کہ اے معاذ! تم جس قوم کے پاس جا رہے ہو وہ اہلِ کتاب ہیں انہیں اللہ کے علاوہ کوئی معبود حقیقی نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں کی گواہی کی دعوت دینا، اگر اسے قبول کرلیں تو انہیں بتائیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ہر دن اور رات میں پانچ وقت کی نمازیں فرض کی ہیں (بخاری و مسلم).

ان تمام آیات اور حدیث سے نماز کی فرضیت و اہمیت واضح ہوجاتی ہے اب یہاں یہ وضاحت کرنا مناسب ہے کہ موجودہ دور میں بہت سے مسلمان اس اہم فریضہ یعنی نماز سے غافل ہو گئے ہیں، تو مسلمان بھائیو! کان کھول کر سن لو کہ جان بوجھ کر اور سستی و کاہلی سے نماز چھوڑنے والا شخص کافر ہو جاتا ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: "بے شک بندہ اور کفر و شرک کے درمیان جو حد فاصل ہے وہ نماز ہے (مسلم) یعنی نمازی مومنوں کی صف میں ہے اور بے نمازی کافر و مشرک کی صف میں ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ واضح الفاظ میں نبی ﷺ نے بے نمازی کا حکم بیان فرمایا

ہے: ''ہمارے اور کافروں کے درمیان اصل فرق نماز ہے جس نے نماز چھوڑی اس نے کفر کیا'' (سنن الترمذی، سنن النسائی) مشہور تابعی شقیق بن عبداللہ کا بیان ہے کہ صحابہ کرام نماز کے علاوہ کسی بھی عمل کے ترک کرنے کو کفر نہیں سمجھتے تھے (سنن الترمذی، سنن ابن ماجہ) لہذا مسلمانو! آج سے ہمیں یہ عہد کر لینا چاہئے کہ ہم نماز کبھی نہیں چھوڑیں گے اس لئے کہ نماز کا ترک کرنا کفر ونفاق کو دعوت دینا ہے.

بعض نمازیوں سے واقع ہونے والی چند غلطیوں کی نشاندہی؛

(۱) نماز کی حالت میں بالکل تنگ یا بالکل باریک کپڑا یا پائجامہ زیب تن کرنا جس سے بدن کا ہر عضو نظر آئے.

(۲) نماز کی حالت میں ایسا کپڑا زیب تن کرنا جس میں جاندار تصویریں ہوں.

(۳) نماز سے پہلے پوشیدہ طریقہ سے یا باآواز الفاظ کے ساتھ نیت کرنا.

(۴) نماز کی حالت میں آسمان کی جانب نظریں اٹھانا، آپ ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں کو باز آجانا چاہیے جو حالت نماز میں اپنی نگاہوں کو آسمان کی جانب اٹھاتے ہیں خدشہ ہے کہ ان کی جانب ان کی نگاہ نہ لوٹائی جائے (مسلم).

(۵) بحالت نماز ادھر ادھر دیکھنا اور مڑنا- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حالت نماز میں آنکھوں کے گوشے سے ادھر ادھر دیکھنے کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو شیطان کا جھٹکا ہے جس کے ذریعہ شیطان انسان کی نماز کو جھپٹ لیتا ہے'' (بخاری).

(٦) اطمینان سے نماز نہ پڑھنا بلکہ جلدی جلدی نماز پڑھنا.

(۷) حالت نماز میں بہت زیادہ حرکت کرنا اور کھلواڑ کرنا، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جب کوئی نماز ادا کر رہا ہو تو کنکریوں کو سجدہ گاہ سے نہ ہٹائے کیوں کہ رحمت الٰہی نمازی کی طرف متوجہ ہوتی

ہے.(احمد،ابوداؤد،ترمذی،نسائی ابن ماجہ).

(۸) نمازی فرض نماز کے بعد فوراً نفل پڑھنا شروع کردے.

(۹) اعضائے سجدہ کو زمین سے اٹھائے رکھے.

(۱۰) نماز میں بدن اور کپڑے کی نظافت کا اہتمام نہ کرے یا نماز پڑھنے کی جگہ میں گندگی پھیلائے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿يَا بَنِيْ آدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ ''اے اولاد آدم! تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو'' (الاعراف ۳۱).

یعنی ہر نماز کے وقت زینت اختیار کرلیا کرو

تلاوت قرآن کی فضیلت اور اس کے آداب

= =

قرآن کریم وہ عظیم تحفہ ہے جسے اللہ ربّ العالمین نے انسانوں کی رشد وہدایت کے لئے نازل کیا ہے، اس کی حقانیت میں ادنیٰ شک وشبہ نہیں یہ صرف ریشمی جزدانوں میں رکھ کر طاقوں میں سجانے کے لئے نازل نہیں ہوا، بلکہ یہ قرآن اس مقصد کے لئے نازل ہوا کہ لوگ اس پر عمل کریں، مسلمان صبح وشام دوپہر اور رات ہر وقت اس کی تلاوت کریں. رمضان المبارک ہی میں قرآن کریم نازل ہوا، باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ﴾ ”ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا، جو لوگوں کو ہدایت گی راہ بتلانے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق وباطل کی تمیز اور نشانیاں ہیں“ (البقرہ: ۱۸۵).

نبی کریم ﷺ اسی مہینہ میں حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ قرآن پاک کا مذاکرہ کرتے تھے، لہذا ہم گنہ گاروں اور سیاہ کاروں

کو روزِ محشر میں سرخروئی حاصل کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ قرآن کریم کی تلاوت کرنی چاہیئے .اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتَابَ اللّٰہِ وَاَقَامُوْا الصَّلٰوۃَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنَاھُمْ سِرًّا وَّعَلاَنِیَۃً یَّرْجُوْنَ تِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ﴾ ”جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے ان میں سے پوشیدہ اور علانیہ طور پر خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی خسارہ میں نہ ہوگی“ (فاطر ۲۹) قرآن کریم کی تلاوت مومن کے درجات کو بلند کرتی ہے صرف ایک حرف پڑھنے کا ثواب دس نیکی کے برابر ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص نے اللہ کی کتاب کا ایک حرف پڑھا تو ایک حرف کے عوض ایک نیکی ہے اور ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے، میں نہیں کہتا کہ (الٓمٓ) ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے (ترمذی).

تلاوت کلام الٰہی کے آداب

(۱) ثواب کی نیت اور اخلاص کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کی جائے لوگوں کو دکھانے اور شہرت کی نیت نہ ہو.

(۲) تلاوت کرنے والے کا قلب حاضر ہو الفاظ و معانی پر غور کرتا ہو اور یہ احساس کر رہا ہو کہ ان آیتوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مجھے خطاب کر رہا ہے اس لئے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور انسان کی رشد وہدایت کے لئے نازل ہوا ہے.

(۳) پاکی کی حالت میں قرآن کریم کی تلاوت کرے ناپاکی جنابت اور بے وضو قرآن کی تلاوت نہ کرے.

(۴) گندہ اور ناپاک جگہوں پر تلاوت نہ کی جائے اور شور و غل اور بھیڑ بھاڑ کی جگہوں پر تلاوت کرنا منع ہے.

(۵) تلاوت شروع کرتے وقت اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم پڑھنا چاہئے اور اگر تلاوت سورہ کی ابتدا سے کر رہے ہیں تو بسم اللہ

الرحمٰن الرحیم بھی پڑھنا چاہئے سوائے سورہ توبہ کے.

(٦) قرآن کریم کی تلاوت بہترا چھی سریلی آواز اور ترنم کے ساتھ کرنی چاہئے اسی طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا چاہئے.

(۷) اگر تلاوت کے دوران سجدہ کی آیت آجائے تو سجدہ کرنا چاہئے یہ تلاوت قرآن پاک کے چند آداب تھے جن کو بیان کردیا گیا اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو قرآن کریم کی تلاوت کرنے والا اور اس پر عمل کرنے والا بنا (آمین).

رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کی فضیلت اوراس کے احکام

====================

عمرہ حج کی طرح ایک عظیم عبادت ہے علماء کرام کی ایک جماعت نے اسے حج کی طرح واجب قرار دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے حج اورعمرہ کوایک ساتھ ذکرکیا ہے﴿ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾ ''حج اورعمرہ کواللہ تعالیٰ کے لئے پورا کرو'' (البقرہ:۱۹٦).

ابن عمر رضی اللہ عنہ کاقول ہے کہ حج اورعمرہ ہرشخص پرواجب ہے(بخاری) اس کی فضیلت بیان کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشادفرماتے ہیں:'' ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک کے گناہوں کا کفارہ ہے'' (بخاری).

رمضان المبارک کے عمرہ کی خصوصیت کا بیان:

رمضان المبارک کے عمرہ کاثواب حج کے برابر ہے، یہ بشارت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ انصار کی اس عورت کودی تھی جوکسی وجہ سے حج

کو نہ جا پائی تھی کہ جب رمضان المبارک کا مہینہ آجائے تو حج کرلو اس لئے کہ رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کے کا ثواب حج کے برابر ہے (بخاری ومسلم).

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے جس شخص نے حج کیا اور دوران حج فسق وفجور نہ کیا تو وہ گناہوں سے پاک وصاف اسی دن کی طرح ہوجاتا ہے جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا اس مختصر سے وقفہ میں عمرہ کے اعمال کو مفصل ذکر کرنا ناممکن ہے لیکن اختصار کے ساتھ عمرہ کے اہم اعمال یہ ہیں:

(۱) میقات پہنچ کر غسل جنابت کی طرح غسل کرنا اور خوشبو لگانا.

(۲) احرام کا کپڑا پہننا تہبند اور چادر مردوں کے لئے اور عام تن ڈھکنے والا کپڑا عورتوں کے لئے.

(۳) احرام کا کپڑا پہن لینے کے بعد عمرہ کی نیت کرنا اور پھر طواف شروع کرنے تک تلبیہ پڑھنا.

(۴) حجر اسود سے شروع کر کے حجر اسود تک خانہ کعبہ کے سات

چکر لگانا.

(۵) خانہ کعبہ کا طواف پورا کرنے کے بعد مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھنا.

(۶) صفا اور مروہ کی سات مرتبہ سعی کرنا.

(۷) مردوں کا پورے سر کا بال منڈوانا یا کتروانا اور عورتوں کا ان کے ایک پور کے برابر بال چھوٹا کروانا.

مذکورہ بالا سطروں میں عمرہ کی فضیلت بالخصوص رمضان المبارک کے عمرہ کا ثواب حج کے برابر ہو جانے کو بیان کیا گیا پھر عمرہ کے مختصر اعمال کو پیش کیا گیا اللہ رب العالمین عمرہ کے ساتھ ساتھ تم اعمال کی ادائیگی اور پابندی کی توفیق سے نوازے (آمین).

آخری عشرہ کی فضیلت اور شب قدر

==============

رمضان المبارک کا آخری عشرہ خیر و بھلائی کا پیغامبر ہے نبی آخرالزماں محمد ﷺ جن کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے تھے آخری عشرہ میں عبادت وریاضت ذکر و اذکار میں جتنی محنت کرتے تھے دیگر عشرہ میں اتنی محنت نہیں کرتے تھے (مسلم).

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ آتا تو نبی کریم ﷺ اپنی کمر کس لیتے شب بیداری کرتے اپنی رات کو جاگتے اور گھر والوں کو بھی جگاتے (بخاری ومسلم).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ رمضان میں جتنی مشقت برداشت کرتے تھے اتنی غیر رمضان میں نہیں کرتے تھے اور رمضان کے آخری عشرے میں جتنی محنت ومشقت کرتے تھے اتنی اس کے علاوہ دوسرے دنوں میں

نہیں کرتے تھے (مسلم) اس سے معلوم ہوا کہ رمضان میں دیگر مہینوں کے مقابلے میں اوراسی طرح رمضان کے آخری عشرہ میں اس کے پہلے بیس دنوں کے مقابلے میں اطاعت وعبادت الٰہی کازیادہ اہتمام کرنا چاہئے اورآخری عشرے میں راتوں کوزیادہ سے زیادہ بیدارر ہ کرعبادت دعاومناجات میں وقت گزارنا چاہئے تاکہ شب قدر کی فضیلت حاصل کی جاسکےاوراپنے گھر والوں کوبھی جگانا چاہئےتاکہ وہ بھی اللہ کوراضی کرسکیں.

شب قدر کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ شب قدر کے بارے میں فرماتا ہے:﴿اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۞ وَمَآ اَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۞ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ﴾ ''ہم نے اسے شب قدر میں نازل فرمایا، تجھے کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے،شب قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے'' (القدر:۱-۳).

صحیح قول کے مطابق شب قدر کی تعین نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں ہے ہاں البتہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں

تلاش کرنے کی آپ ﷺ نے ہدایت دی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو'' (بخاری). شب قدر کی فضیلت کے متعلق نبی کریم ﷺ کی یہ بشارت بھی سن لیجئے جس شخص نے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے شب قدر میں قیام کیا (اللہ تعالیٰ کی عبادت کی) اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں (بخاری و مسلم).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! یہ بتلائیے کہ اگر مجھے علم ہو جائے کہ کون سی رات قدر کی رات ہے تو میں اس میں کیا پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: تم یہ دعا پڑھو: ((اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ)) ''یعنی اے اللہ! بے شک تو بہت معاف کرنے والا ہے

معافی کو پسند فرماتا ہے پس تو مجھے معاف فرمادے'' (ترمذی).

لیلۃ القدر کی کوئی واضح علامت تو احادیث میں بیان نہیں کی گئی تاہم بعض سلف نے اپنے تجربات اور مشاہدات کی روشنی میں یہ بتلایا ہے کہ اس رات بکثرت فرشتوں کے نزول کی وجہ سے ایک خاص قسم کی طمانینت وسکینت محسوس ہوتی ہے دلوں پر رقت طاری ہوتی ہے یہ رات زیادہ ٹھنڈی یا زیادہ گرم نہیں بلکہ معتدل ہوتی ہے، اور ہلکی ہلکی ٹھنڈی ہوا چلتی ہے اس کی صبح کو طلوع ہونے والا سورج زیادہ تیز نہیں ہوتا وغیرہ .

اعتکاف کے احکام اوراس کی شرطوں کا بیان

= = = = = = = = = = = = = = = = = = = =

اعتکاف کہتے ہیں انسان کا اللہ عزوجل کی اطاعت وعبادت کی غرض سے دنیاوی امور سے فارغ ہوکر مسجد میں سکونت پذیر ہونا عتکاف کرنا سنت ہے اور قرآن وحدیث سے ثابت ہے: ﴿وَعَهِدْنَآ اِلَى اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمَاعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىْ لِلطَّائِفِيْنَ وَالْعَاكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ﴾ ''اور ہم نے ابراہیم اوراسماعیل سے وعدہ لیا کہ میرے گھر کوطواف کرنے والوں اعتکاف کرنے والوں اور رکوع وسجدہ کرنے والوں کے لئے پاک رکھو'' (البقرہ: ۱۲۵). اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِى الْمَسَاجِدِ﴾ ''اورعورتو ں سے اس وقت مباشرت نہ کرو جب کہ تم مسجدوں میں اعتکاف میں ہو'' (البقرہ: ۱۸۷) ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تادم مرگ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے تھے پھر آپ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج مطہرات نے اعتکاف کیا''

(بخاری ومسلم).

اعتکاف کرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ وہ اپنے لئے مسجد کے ایک کونے میں چھوٹا سا خیمہ بنا کر گوشہ نشین ہو جائے دیگر لوگوں سے بلا ضرورت اختلاط نہ کرے معتکف کو چاہئے کہ بیس رمضان کو مغرب سے پہلے پہلے مسجد میں آجائے رات مسجد میں گزارے اور فجر کی نماز پڑھ کر حجرہ اعتکاف میں داخل ہو جائے اس لئے کہ نبی کریم ﷺ فجر کی نماز پڑھ کر حجرہ اعتکاف میں داخل ہوتے تھے اور عید کا چاند نظر آتے ہی اعتکاف ختم کر دیتے.

روزہ اور اعتکاف میں جسم ولباس کی نظافت کا اہتمام کرنا چاہئے مسجد میں قضائے حاجت کے لئے اگر حمام وغیرہ نہ بنے ہوں تو قضائے حاجت کے لئے انسان اپنے معتکف اور مسجد سے باہر یا اپنے گھر بھی جا سکتا ہے ایسے ہی اگر کوئی خادم میسر نہ ہو تو کھانا کھانے کے لئے جانا بھی مباح ہے اعتکاف کرنے والا دنیاوی اعمال جیسے بیع وشراء جنازہ میں شرکت کرنے اور کسی مریض کی عیادت کے لئے نہ جائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ

معتکف کے لئے سنت ہے کہ وہ کسی مریض کی عیادت کے لئے نہ جائے کسی جنازے میں شرکت نہ کرے اور اپنی بیوی سے مباشرت نہ کرے اور اعتکاف گاہ سے باہر نہ نکلے الا یہ کہ کوئی اہم ضرورت ہو (ابوداؤد) اگر کوئی معتکف کے گھر والوں میں اس کی زیارت کے لئے آجائے تو معتکف کو چاہئے کہ ضروری گفتگو کر کے اسے رخصت کردے، اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتکاف کی حالت میں آپ کی زیارت کے لئے آئیں تو آپ نے ان سے حسب ضرورت گفتگو کر کے رخصت کر دیا۔

دعا کی اہمیت اور اس کے آداب

= = = = = = = = = = = = = = = =

دعا کہتے ہیں اللہ تعالیٰ سے دنیا وآخرت کی خیر و بھلائی مانگنا بنیادی طور پر دعا دو طرح کی ہوتی ہے:

(۱) دعائے عبادت: یعنی نیک اعمال ادا کر کے اللہ جل جلالہ سے اجر وثواب کی امید کرنا جیسے کلمہ توحید کی گواہی دینا اور نماز روزہ زکوۃ اور حج ادا کرنا وغیرہ.

(۲) دعائے طلب: یعنی بندہ ناتواں کا اللہ تعالی سے نفع بخش چیز مانگنا اور مصیبت و پریشانی کو دور کرنے کی درخواست کرنا اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے مانگے گا اسے اللہ ضرور عطا کرے گا اور جو دعا سے اعراض کرے گا اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کر کے جہنم میں پہنچا دے گا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِيْ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ﴾ ”اور تمہارے رب

کا فرمان سرزد ہو چکا ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خودسری کرتے ہیں وہ ابھی ابھی ذلیل ہو کر جہنم میں پہنچ جائیں گے'' (غافر: ٦٠).اور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ''جو شخص اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر غصہ اور غضبناک ہوتا ہے'' (ترمذی، ابن ماجہ، احمد).

دعا عبادت کی اصل اور بنیاد ہے نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں دعا ہی عبادت ہے'' (بوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ) اللہ کے رسول ﷺ مزید فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ کو دعا سے زیادہ پسندیدہ کوئی دوسرا عمل نہیں ہے''.

(ترمذی، ابن ماجہ).

دعا کی قبولیت کی کچھ شرطیں یہ ہیں:

(۱) اخلاص.

(۲) متابعت یعنی سنت کی موافقت.

(۳) اللہ تعالیٰ پر مکمل بھروسہ اور یقین کامل ہو کہ اللہ تعالیٰ

ہماری دعا قبول کرے گا.

(۴) دلجمعی اور حضور قلب کے ساتھ دعا کرنا.

(۵) عزم و جزم اور یقین کے ساتھ دعا کرنا

دعا کے قبول نہ ہونے کے اسباب:

(۱) ناجائز اور حرام غذا کھانا یا حرام کپڑا پہننا.

(۲) دعا کی قبولیت کے لئے جلدی کرنا اور فوری طوری پر دعا قبول نہ ہو تو دعا ترک کر دینا.

(۳) گناہ اور حرام افعال کا ارتکاب کرنا.

(۴) قطع رحمی یا گناہ کے کاموں کے لئے دعا کرنا.

نوٹ: غیر اللہ کو پکارنا اس سے حاجتیں مانگنا اور ایسی چیزیں مانگنا جس کو عطا کرنے پر اللہ تعالی کے سوا کوئی قادر نہ ہو شرک اکبر ہے جس شرک کی سزا ہے کہ اللہ تعالی نے اس کا ارتکاب کرنے والے کے اوپر جنت حرام قرار دی ہے اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور دوزخ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے

احکام زکاۃ کا بیان

زکاۃ دین کا ایک اہم ترین رکن ہے یہ نماز کا قرین ہے اللہ جل شانہ نے بیشتر مقامات پر نماز کے ساتھ ساتھ زکاۃ کا حکم دیا ہے زکاۃ دین اسلام کا واضح شعار ہے یہ قرآن وحدیث اوراجماع سے ثابت ہے اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:﴿وَاَقِیْمُوْا الصَّلَاۃَ وَآتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَقْرِضُوْا اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا وَمَا تُقَدِّمُوْا مِنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ ھُوَ خَیْرًا وَاَعْظَمَ اَجْرًا وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ ”اور نماز قائم کرو اور زکاۃ ادا کر و اور اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دو اور جو نیکی تم اپنے لئے آگے بھیجو گے اسے اللہ تعالیٰ کے یہاں بہتر سے بہتر اور ثواب میں بہت زیادہ پاؤ گے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہو یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے“ (المزمل: ۲۰).

درج ذیل چیزوں میں زکاۃ واجب ہے:

اول: زمین کی پیداوار غلہ میں: غلہ کا نصاب پانچ وسق ہے ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے لہذا پانچ وسق تین سو صاع ہوا لہذا تین سو صاع سے کم میں زکاۃ نہیں ہے، جو اناج یا غلہ بغیر سینچائی یا خرچہ سے پیدا ہو یعنی سیلاب کے پانی سے یا چشمہ کے پانی سے یا زمین کی نمی کی وجہ سے اس کے اندر زکاۃ عشر یعنی دس حصہ میں سے ایک حصہ نکالی جائے گی اور جو سینچائی سے پیدا ہو اس کے اندر زکاۃ نصف العشر یعنی بیس حصہ میں سے ایک حصہ ہے

دوم: بہیمۃ الانعام مویشی یا چوپایہ: جن جانوروں میں زکوۃ واجب ہے وہ اونٹ گائے بھیڑ اور بکریاں ہیں اور اونٹ کا نصاب یہ ہے کہ پانچ اونٹ میں ایک بکری زکاۃ ہے تیس گائے میں گائے کا ایک سال کا بچہ زکاۃ ہے اور چالیس بکریوں میں ایک بکری زکوۃ ہے

سوم: سونا چاندی اور نقد کرنسی: سونے اور چاندی میں زکاۃ کے واجب ہونے کے لئے دو اہم شرطیں ہیں پہلی شرط یہ ہے کہ سونا اور چاندی نصاب کو پہنچ جائے اور دوسری شرط یہ ہے کہ صاحب مال کی

ملکیت میں آئے ہوئے اسے ایک سال ہو جائے سونے کا مقدار نصاب بیس دینار یعنی پچاسی گرام سونا ہے اور چاندی کا مقدار نصاب دوسو درہم یعنی ۵۹۵ گرام چاندی ہے کرنسی یا نقد کا نصاب ۵۹۵ گرام چاندی کی قیمت ہے سونا چاندی اور نقدی کی مقدار زکاۃ ڈھائی فیصد ہے.

چہارم: سامان تجارت: سامان تجارت سے مراد ہر وہ شئے ہے جسے خرید وفروخت کی غرض سے رکھا جائے جیسے زمین، عمارتیں، غلہ اناج، جدید مشنریاں کپڑا وغیرہ ہر سال سامان تجارت کی قیمت لگائی جائے اور اگر سونا یا چاندی کے نصاب کو وہ قیمت پہنچ رہی ہے تو اس میں بھی ڈھائی فیصد زکاۃ واجب ہے.

اور اللہ تعالی نے قرآن کریم میں زکوۃ کے آٹھ مصاریف کا تذکرہ کیا ہے کہ یہ زکوۃ فقیروں کے لئے مسکینوں کے لئے زکوۃ کی وصولی کرنے والوں کے لئے اور تالیف قلب کے لئے اور گردن آزاد کرانے کے لئے اور قرض داروں کے لئے اور مسافروں کے لئے اور اللہ کے راستہ کے لئے ہے

صدقہ فطر کا بیان

======

اللہ تعالیٰ نے اس ماہ مبارک کے آخر میں عید کی نماز سے قبل صدقہ فطر کو مشروع قرار دیا ہے صدقہ فطر سے متعلق جو باتیں عرض کرنی ہیں وہ یہ ہیں:

صدقہ فطر کا حکم:

اس کی حکمت، کن چیزوں سے صدقہ فطر نکالنا جائز ہے، اسے نکالنے کا وقت وجوب اور وقت جواز کیا ہے اور کہاں نکالا جائے.

صدقہ فطر کا حکم یہ ہے کہ صدقہ فطر ہر مسلمان مرد وعورت چھوٹے بڑے اور آزاد وغلام پر فرض ہے (بخاری ومسلم) حمل کی طرف سے صدقہ فطر نکالنا واجب نہیں ہے اگر کوئی تطوعا نکال دے تو جائز ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حمل کی طرف سے بھی صدقہ فطر نکالتے تھے ہر شخص صدقہ فطر اپنی طرف سے نکالے اور جن لوگوں کا نان ونفقہ اس پر واجب ہے ان لوگوں کی طرف سے نکالے غلام ولونڈی کی جانب

سے اس کا آقا نکالے گا اس کی مشروعیت کی حکمت یہ ہے کہ یہ غریبو
ں مسکینوں اور یتیموں اور بیواؤں پر احسان کرنا ہے تاکہ امیرو
ں کے ساتھ خوش وخرم عید منائیں اور عید کے دن بھیک مانگنے سے
بچیں صدقہ فطر روزہ داروں سے حالت صیام میں جو گناہ سرزد
ہوتے ہیں اس کا کفارہ ہے اسکی ادائیگی اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کے
شکر کا اظہار ہے جن اعمال کی توفیق سے اللہ تعالی نے روزہ داروں
کو اسی ماہ میں نوازا اس کی حکمت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے
ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر فرض کیا ہے یہ روزہ دار سے سرزد
لغو بیہودہ باتوں کا کفارہ ہے اور مسکینوں کے لئے کھانا ہے (ابوداؤد،
ابن ماجہ).

صدقہ فطر میں جو چیزیں نکالنی جائز ہیں وہ یہ ہیں: انسان کا کھانا
جیسے کھجور گیہوں جو کشمش دودھ کا پاؤڈر وغیرہ (بخاری). لہذا صدقہ
فطر میں مذکورہ اجناس کی قیمت نکالنا جائز نہیں، اسی طرح کپڑا
گھریلو ساز وسامان اور دیگر اشیاء کا نکالنا درست نہیں ہے اس لئے
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے طعام کے علاوہ قیمت کا نکالنا ثابت نہیں ہے.

صدقہ فطر کی مقدار ایک صاع ہے عید کی رات سورج غروب ہوتے ہی صدقہ فطر واجب ہوجاتا ہے اس کی ادائیگی کا وقت جواز یہ ہے کہ عید سے ایک یا دو دن پہلے ادا کردیا جائے لیکن افضل یہ ہے کہ عید کی صبح نماز عید سے قبل نکالا جائے اگر کوئی شخص عید کی نماز کے بعد صدقہ فطر نکالتا ہے تو اس کا شمار عام صدقہ میں ہوگا صدقہ فطر میں نہیں ہوگا زکوۃ فطر کے مستحق یا تو فقراء ہیں یا وہ مقروض ہیں جو قرض ادا نہیں کرسکتے ہیں جس ملک میں روزہ دار رہ رہا ہے وہیں کے فقیروں کو صدقہ دیا جائے اور اگر وہاں غریب وفقیر نہیں تو دوسرے شہر میں ادا کرنے کے لئے کسی کو وکیل مقرر کیا جاسکتا ہے اور ماہ رمضان میں آپ ﷺ کے متعلق ابن عباسؓ کی روایت میں آتا ہے کہ آپ بہت ہی سخی تھے مگر جب رمضان میں آپ کی ملاقات حضرت جبریل سے ہوتی تو آپ ﷺ کی سخاوت و فیاضی میں تیزی آجایا کرتی تھی.

آپ ﷺ کی کچھ خصوصیات اور فضائل کا بیان

==========================

آپ ﷺ کی چند اُن خصوصیات کا مختصر سا تذکرہ ذیل کی سطور میں کیا جا رہا ہے جو آپ کی بلندی شان پر دلالت کناں ہیں:

(۱) آپ کے لئے چار سے زیادہ عورتیں مباح کی گئیں کیونکہ اللہ نے آپ ﷺ کو ظلم جور سے محفوظ کر رکھا تھا.

(۲) آپ ﷺ کے نکاح کے لئے شہود کی پابندی نہ تھی.

(۳) آپ ﷺ کے گستاخ وشاتم رسول کے قتل کو جائز قرار دیا گیا ہے.

(۴) تسلسل سے روزے رکھنا آپ ﷺ کے لئے جائز تھا.

(۵) ایسے ہی آپ ﷺ کے بلاوے پر لبیک کہنا اگرچہ مخاطب حالت نماز ہی میں کیوں نہ ہو.

(۶) آپ ﷺ کی ازواج مطہرات دیگر لوگوں پر حرام کر دی گئیں.

(۷) شیطان سے یہ قدرت چھین لی گئی کہ وہ آپ ﷺ کی شکل اختیار کر سکے.

(۸) معرکہ بدر میں فرشتوں نے آپ ﷺ کے ساتھ جہاد کیا حالانکہ آپ ﷺ سے قبل ایسا نہ ہوا.

(۹) آپ ﷺ کو شفاعت کبری کے مرتبہ سے نوازا گیا.

(١!) آپ ﷺ کے معجزہ (قرآن) کو تا قیامت بقا اور دوام حاصل ہے جب کہ دیگر انبیاء کے معجزات ان کی وفات ہی پر منقطع ہو گئے.

(۱۱) آپ ﷺ کے رعب کا اثر ایک ماہ کی مسافت تک برقرار رہتا.

(۱۲) آپ ﷺ کے واسطے مال غنیمت حلال کیا گیا جب کہ دیگر انبیاء کے لئے حلال نہ تھا.

آپ ﷺ کے کچھ فضائل:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے ایسی پانچ چیزیں دی گئیں جو مجھ سے قبل کسی کو بھی نہیں دی گئیں:

(۱) اللہ کے فضل سے میرا رعب لوگوں پر ایک ماہ کے فاصلہ و مسافت اور دوری تک ہوتا ہے.

(۲) پوری روئے زمین میرے لئے سجدہ گاہ اور پاکی کا ذریعہ بنادی گئی ہے، پس میری امت کے کسی بھی شخص کو جہاں کہیں نماز کا وقت ہو جائے وہیں اس کا نماز پڑھ لینا جائز ہے.

(۳) اور مال غنیمت میرے لئے حلال کر دیا گیا جب کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو یہ فوقیت نہ دی گئی.

(۴) اور مجھے مقام شفاعت سے نوازا گیا.

(۵) میں پوری انسانیت کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں جب کہ مجھ سے قبل تمام انبیاء صرف اپنی قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے.

نبی کریم ﷺ کی چند خصوصیات کا یہاں پر تذکرہ کیا گیا ہے ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ قلم آپ ﷺ کے اوصاف کا تذکرہ کرنے سے قاصر ہے (اللہ تعالی ہمیں آپ ﷺ کا اتباع اور پیروی کرنے کی توفیق دے = آمین)

آپ ﷺ کے اخلاق کریمانہ کی ایک جھلک

==============

فرمان رسول ﷺ ہے مجھے اخلاق حسنہ کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے (احمد وصححہ الالبانی) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ کے اخلاق کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ آپ ﷺ کا اخلاق قرآن تھا اور اللہ رب العالمین نے آپ کے حسن اخلاق کی شہادت دیتے ہوئے فرمایا: ﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ ''آپ اخلاق کے اعلیٰ و بلند مرتبہ پر فائز ہیں'' (القلم:۴) .اللہ کی رحمت سے ہی آپ لوگوں پر رحیم وشفیق ہیں اور اگر آپ سخت دل ہوتے تو لوگ آپ کے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ ''البتہ تحقیق کہ تمہارے پاس ایک ایسے رسول آئے ہیں جو تم میں

سے ہیں تمہاری کسی بھی قسم کی تکلیف و پریشانی ان پر گراں ہے اور وہ تمہاری ہدایت کے حریص وشوقین ہیں اہل ایمان کے لئے تو بہت ہی مہربان ہیں'' (التوبہ:۱۲۸).

لہذا نبی سب سے زیادہ فیاض وسخی اورراست بازترین تھے اور بہت نرم طبیعت کے مالک، معاملات اور معاشرت میں بہت ہی کریم خو، شجاعت بہادری میں بے مثال و پاکباز اور تواضع میں یکتائے روزگار ، حیا وشرم میں پردہ نشین کنواری شریف زادیوں سے بھی زیادہ تر شرمیلے، ہدیہ کوشرف قبولیت بخشتے ، اور جواباً اس کا نعم البدل عطا فرماتے ، صدقہ قبول نہ کرتے نہ تناول فرماتے ، اور کبھی بھی غصہ نہ ہوتے ہاں جب رب العالمین کی حرمات کی پامالی یا حکم عدولی کی جاتی تو سخت غضبناک ہوتے ، جو میسر ہوتا تناول فرماتے ، ماحضر کو کبھی رد نہیں کرتے ،تکیہ لگا کر یا بلند میزوں پر کھانا پسند نہ فرماتے ، بسا اوقات ایسا بھی ہوتا کہ ایک دو تین ماہ گزر گئے یعنی مہینوں گزر جاتے لیکن آپ کے گھر میں چولہا نہ جلتا آپ فقراء ومساکین کے ہم نشین ہوتے آپ ان کے ساتھ دل لگی کرتے

، بیماروں کی عیادت و بیمار پرسی فرماتے اور جنازوں میں شرکت کرتے ، آپ کا ہنسنا تبسم ہوتا ، آپ ﷺ مختلف گھریلو امور میں ہاتھ بٹاتے اور فرماتے کہ بہتر شخص تمہارے مابین وہ ہے جو اپنے بال بچوں کے ساتھ بہتر ہے اور یاد رکھو! میں اپنے بال بچوں کے حق میں بہتر ہوں اور سب سے اچھا سلوک کرتا ہوں (الترمذی وصحہ الالبانی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی دس سال خدمت کرنے کی سعادت حاصل کی اور آپ ﷺ نے میرے کسی کئے ہوئے کام کے بارے میں یہ نہیں کہا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ اور نا کردہ کام کے بارے میں یہ نہیں کہا کہ تم نے ایسا کیوں نہیں کیا؟

آپ ﷺ کے اخلاق کریمانہ کی زندہ مثال تو یہ ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے ان دشمنوں کے ساتھ عفو و کرم کا معاملہ فرمایا جنہوں نے آپ کو بڑی اذیتیں اور تکلیفیں پہونچائی تھیں اور آپ نے فرمایا کہ: آج تمہارے اوپر کوئی زبردستی نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو.

عید کے احکام وآداب کا بیان

==============

رمضان کا مبارک ماہ گزر گیا اور جن بھائیوں نے نیک اعمال کئے انہیں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور جنہوں نے نیک اعمال کی ذخیرہ اندوزی میں غفلت سے کام لیا ان کے لئے توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے، رمضان المبارک کا سورج غروب ہوتے ہی صدقہ فطر واجب ہوجاتا ہے اور تکبیر وتہلیل کا وقت شروع ہوجاتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:﴿ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ ”وہ (اللہ) چاہتا ہے کہ تم گنتی پوری کرلو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائیاں بیان کرو اور اس کا شکر کرو“ (البقرہ:۱۸۵).

تکبیر کے کلمات یہ ہیں: (اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ) تکبیر کا وقت نماز عید تک ہے مرد ان کلمات کو بلند آواز سے کہیں اور عورتیں پست آواز سے کیوں کہ نبی اکرم ﷺ نے عورتوں کو بھی عیدگاہ جانے کا

حکم دیا ہے.

ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم جوان عورتوں، حائضہ عورتوں اور پردہ والی عورتوں کو عید گاہ لے جائیں (بخاری و مسلم) سنت یہ ہے کہ عید کی صبح طاق عدد کھجور کھائے مثلاً تین یا پانچ یا اس سے زیادہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کی صبح بے جوڑ عدد کھجور کھاتے تھے (بخاری، احمد).

پا پیادہ عید گاہ جانا سنت ہے مرد کے لئے سنت یہ ہے کہ بہتر سے بہتر لباس جو میسر ہو زیب تن کر کے خوشبو لگا کر عید گاہ جائے ایک راستہ سے عید گاہ جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا سنت ہے. حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن راستہ بدل دیتے تھے (بخاری) عورتیں بغیر زیب و زینت اور بغیر خوشبو لگائے عید گاہ جائیں گی، عید الفطر کی نماز دو رکعت خطبہ عید سے قبل ہے اس میں نہ اذان ہے اور نہ ہی اقامت ہے پہلی رکعت میں سات تکبیریں قراءت سے قبل اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں قراء

ت سے قبل مسنون ہیں. عید کا دن خوشی اور مسرت کا دن ہے لہذا اس دن خوشی کا اظہار جائز طریقہ سے ہو نہ کہ حرام وسائل استعمال کر کے ہو مثلاً غیر محرم عورتوں کے ساتھ اختلاط ومصافحہ کرنا وغیرہ، تصویر کشی، رقص وسرود اور ٹی وی ویڈیو اور سینما بینی کرنا وغیرہ بلکہ رشتہ دار اور قرابت دار کی زیارت کرنی چاہئے اور اگر کوئی بیمار ہو تو اس کی عیادت کرنی چاہئے.

یعنی ہمارے لئے یہ عید کا روز تو خوشی کا روز تو ضرور ہے مگر دیگر اقوام عالم کی طرح ہمیں اپنی خوشیوں کی اظہار اس طرح سے نہیں کرنا چاہئے جس طرح سے دوسری قومیں اپنے تہواروں اور عید کے مواقع پر کرتی ہیں بلکہ اس تعلق سے ہمیں نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام وتابعین عظام کے طور طریقوں کو اپنے مد نظر رکھنا چاہئے کیوں کہ یہ عید دراصل ہمیں مسلسل ایک ماہ روزہ رکھنے کے ایک ضمنی انعام واکرام کے طور پر حاصل ہوئی ہے اور اس کا اصل انعام وثمرہ تو اللہ رب العالمین کے پاس ہمیں بروز قیامت نصیب ہوگا (ان شاء اللہ)

رمضان کے بعد ہم کیسے زندگی گزاریں

توبہ کا بیان اور شوال کے چھ روزے

==========================

آج وہ ماہ رمضان جو بہت ساری برکتیں اور رحمتیں لے کر ایک ماہ پہلے جلوہ فگن ہوا تھا جس کا لمحہ لمحہ عزیز اور قیمتی تھا وہ ماہ رمضان جس کے اندر اللہ تعالی نے قرآن جیسی راہ ہدایت کتاب نازل فرمائی وہ ہمیں داغ مفارقت تو ضرور دے گیا مگر کتاب اللہ کی تلاوت کا سلسلہ منقطہ نہیں ہوا ہے بلکہ برقرار ہے اور تا قیامت بر قرار رہے گا پس نیک بختی ان کے لئے ہے جو اس کی تلاوت سے اپنے شب و روز آباد رکھیں اور بدبختی ان کے لئے ہے جو اس ماہ قرآن کے رخصت ہوتے ہی تلاوت قرآن اور اس کے اوپر عمل کرنے کو رخصت کردیں اور یاد رکھیں کہ اگر ہم نے ماہ رمضان کے دن کو روزہ سے آباد کیا ہے اور رات میں تراویح کی نماز پڑھی ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں اطاعت وفرمانبرداری خیر و بھلائی کی توفیق سے

نوازا ہے تو ہمیں اللہ تعالیٰ کا ہزار ہا شکر ادا کرنا چاہیئے، شکر کی ادائیگی کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ ہم رمضان کے بعد بھی اسی طرح اطاعت و فرمانبرداری پر قائم رہیں جس طرح رمضان میں ہمارا شب و روز طاعت و فرمانبرداری سے آباد تھا اگر رمضان کا روزہ ختم ہوگیا تو رمضان کے بعد بھی نفلی روزے مشروع ہیں اور تراویح کی نماز ختم ہوگئی ہے تو رمضان کے بعد بھی تہجد کی نماز مشروع ہے اگر صدقہ فطر ادا کر دیا تو رمضان کے بعد بھی مال کی زکوۃ ادا کرنی ہے.

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنَ﴾ ''اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو یہاں تک کہ آپ کو موت آجائے'' (الحجر:۹۹).

حضرت سفیان بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! اسلام کے بارے میں ایک جامع اصول بتا دیجئے جس کے متعلق پھر کبھی آپ کے علاوہ دوسرے سے نہ پوچھوں آپ نے فرمایا: ''کہو کہ میں اللہ پر ایمان لایا اور پھر دین پر جمے رہو'' (مسلم)

توبہ کا بیان اور شوال کے چھ روزوں کی فضیلت

= =

توبہ کہتے ہیں گناہوں سے اعراض کر کے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف متوجہ ہو جانے کو، توبہ گنہ گار پر فوری طور پر واجب ہے اللہ تعالیٰ توبہ کا حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے: ﴿ وَتُوبُوا اِلَى اللّٰهِ جَمِيعًا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾ ''اے مومنو! تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تاکہ تم نجات پاؤ'' (النور: ۳۱) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! اللہ سے توبہ کرو اور اس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو بارگاہ الٰہی میں روزانہ میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں'' (مسلم).

توبہ کی قبولیت کی مندرجہ ذیل شرطیں ہیں؛

(۱) توبہ مبنی بر اخلاص ہو.

(۲) توبہ کرنے والا اُپنے گناہوں پر نادم و پشیمان ہو.

(۳) جن گناہوں سے وہ توبہ کررہا ہے ان گناہوں کو علی الفور ترک کردے۔

(۴) توبہ کرنے والا پختہ عزم کرے، پھر کبھی وہ ان گناہوں کا ارتکاب نہیں کرے گا۔

(۵) توبہ کی قبولیت کے آخری وقت سے قبل توبہ کرے یعنی عین موت کے وقت جاں کنی کے عالم میں توبہ قبول نہیں ہوتی، اسی طرح قرب وقوع قیامت جب آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا اس وقت بھی توبہ قبول نہ ہوگی اور اسی لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: ہجرت کا سلسلہ ختم نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ توبہ کا سلسلہ ختم ہوجائے اور توبہ کا سلسلہ ختم نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ سورج مغرب سے نکل پڑے (یعنی قیامت کے قائم ہونے تک توبہ کی قبولیت کا وقت پایا جاتا ہے) اور جہاں تک ماہ شوال سے چھ دنوں کے روزہ رکھنے کی بات ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے رمضان کے روزے رکھے اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو یہ پورے زمانہ کے روزے رکھنے کی مانند ہے'' (مسلم)۔

طلب علم کی فضیلت اور دعوت الی اللہ

دین اسلام کی بنیاد ہی علم ویقین پر ہے، علم کی بدولت ہی انسان اپنے رب کو پہچان سکتا ہے اور علم کی روشنی میں مسلمان دین پر صحیح طریقہ سے عمل پیرا ہوسکتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے معلم انسانیت جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو اس آیت کریمہ میں زیادتی علم کی دعا سکھائی ہے: ﴿وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا﴾ ''اے پیغمبر! یہ دعا کر کہ اے میرے رب میرے علم میں اضافہ کر'' (طٰہٰ:۱۱۴).

اہل علم اور اہل ایمان کے رتبہ بلند کی شہادت اللہ جل جلالہ اس آیت کریمہ میں دے رہا ہے: ﴿يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ﴾ ''اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں اور جو علم دیئے گئے ہیں درجے بلند کرے گا، طالب علم کے لئے اللہ تعالی جنت کی راہ ہموار کر دیتا ہے'' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو طلب علم کے لئے کسی راستہ پر

چلے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے‘‘ (مسلم)
اور حدیث جبریل اس سلسلہ میں اہل علم کے لئے ایک زندہ وجاوید مثال ہے جس حدیث میں ہے کہ جب جبریل آپ ﷺ کے پاس ایک اجنبی انسان کی شکل میں آئے اور انھوں نے آپ ﷺ سے اسلام احسان ایمان اور علامات قیامت کے بارے میں سوال کیا اور نبی ﷺ کے جواب پر آپ ﷺ کی تائید کی تو صحابہ کو بڑا تعجب ہوا کہ یہ شخص خود سوال کرتا ہے اور خود ہی جواب بھی دیتا ہے جب وہ جانے لگے تو آپ ﷺ نے صحابہ سے سوال کیا کہ کیا تم جانتے ہو یہ شخص کون تھا صحابہ نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ: یہ جبریل تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے حدیث کے اس آخری ٹکڑے سے علماء نے استدلال کیا ہے کہ ہم امت محمدیہ ﷺ کے افراد کو علم شرعی سیکھنا چاہئیے اور شریعت کے جن مسائل واحکام کی واقفیت ہمیں نہیں فوری طور سے ان کو معلوم کرنے کی کوشش کرنی چاہئیے

دعوت الی اللہ کی فضیلت واہمیت

==============

واضح رہے کہ حصول علم شرعی کے ساتھ ساتھ دعوت الی اللہ کرتے رہنا چاہئے، کیونکہ یہی انبیاء کا راستہ ہے اور ہمارے آخری نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا راستہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ﴾ ''اے رسول! جو کچھ بھی آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے اسے پہنچادیجئے اگر ایسا نہ کیا تو آپ نے اللہ کی رسالت ادا نہیں کی'' (المائدۃ ٦٧).

بلکہ اللہ رب العالمین نے یہ گواہی دی ہے سب سے بہتر بات اسی کی ہے جو اللہ کا پیغام اللہ تعالیٰ کے بندوں تک پہنچاتا ہے: ﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ ''اور اس سے زیادہ اچھی بات والا کون ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے

اور کہے کہ میں یقیناً مسلمانوں میں سے ہوں''.

(حم السجدة:٣٣).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کسی کو ہدایت کی طرف بلایا تو اس کو ان تمام لوگوں کے برابر اجر ملے گا جو اس کی پیروی کریں یہ ان کے اجروں سے کچھ کمی نہیں کرے گا'' (مسلم).

خلاصہ کلام یہ ہے کہ دعوت وتبلیغ امر بالمعروف ونہی عن المنکر حسب استطاعت اور حسب واقفیت و صلاحیت ہر شخص پر واجب ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہم سے سنی باتوں کو پہنچاؤ اگر چہ ایک آیت ہی ہو'' (بخاری).

یہاں ہمیں یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ ہم وہی باتیں دوسروں تک پہنچائیں جس کا ہمیں صحیح علم ہو، جہالت پر مبنی دعوت دینا اللہ اور اس کے رسول کے خلاف علم بغاوت بلند کرنا ہے. اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو حق پر چلنے اور حق کی دعوت دینے کی توفیق سے نوازے. آمین.

فہرست مضامین

مضمون	نمبر شمار
عرض مرتب (کتاب کی تیاری میں)	۱
ماہ رمضان المبارک ، خصوصیات اور روزہ کے چند فضائل	۵
ماہ رمضان کی کچھ خصوصیات	۶
رزہ کے کچھ فوائد کا بیان	۹
روزہ توڑنے والی چیزوں اور قضا و کفارہ کا بیان	۱۱
ان چیزوں کا بیان جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے	۱۵
روزہ کے آداب	۱۸
روزہ کے کچھ مستحب اور مسنون آداب	۲!
ماہ رمضان میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت	۲۲
روزہ کے صحیح ہونے کی کل چھ شرطیں ہیں	۲۵
روزہ سے متعلق چند مسنون کام اور کچھ مستحب	۲۶
روزہ سے متعلق کچھ اہم معلومات	۲۹
قیام اللیل اور نماز تراویح کا بیان	۳۳

مضمون	نمبر شمار
سرچشمہ علم و عمل کا بیان	۳۶
لا الہ الا اللہ کا معنی ' اس کے ارکان اور شروط کا بیان	۳۹
اعمال کی قبولیت کے شروط	۴۲
توحید کی قسموں کا بیان	۴۵
شرک اکبر کی تعریف اور دور حاضر سے اس کی چند مثالیں	۴۹
بدعت کا بیان	۵۲
برصغیر میں پائی جانے والی کچھ بدعتوں کے نمونے	۵۴
تعویذ اور گنڈ الٹکانے کا حکم	۵۶
قبروں کی شرعی اور بدعی زیارت	٦!
ارکان ایمان کا مختصر تذکرہ	٦۳
نماز کے وجوب کا بیان	٦٦
تلاوت قرآن کی فضیلت اور اس کے آداب	۷۱
تلاوت کلام الٰہی کے آداب	۷۳
رمضان المبارک میں عمرہ کی فضیلت اور شب قدر	۷۵

مضمون	نمبر شمار
آخری عشرہ کی فضیلت اور شب قدر	۷۸
اعتکاف کے احکام اور اس کی شرطوں کا بیان	۸۲
دعا کی اہمیت اور اس کے آداب	۸۵
احکام زکوۃ کا بیان	۸۸
صدقہ فطر کا بیان	۹۱
آپ ﷺ کی کچھ خصوصیات اور فضائل کا بیان	۹۴
آپ ﷺ کے اخلاق کریمانہ کی ایک جھلک	۹۷
عید کے آداب اور احکام کا بیان	۱۰۰
رمضان کے زندگی ہم کیسے گزاریں اور توبہ	۱۰۳
طلب علم کی فضیلت اور دعوت الی اللہ	۱۰۶
فہرست مضامین	۱۰۹